دیر آید درست آید

# اشاعۃ السنۃ النبویۃ

جلد سوم — علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ — نمبر [illegible]

[illegible] الاول ۱۲۹۷ھ و مارچ سنہ ۱۸۸۰ء

شرح [illegible]

| درجات و مراتب قیمت | تفصیل خریداران بشرح مراتب | رقم سالانہ |
|---|---|---|
| (۱) افضل قیمت | اسلامی ریاستوں کے نواب اور رئیس + | کم از کم للعہ |
| (۲) خاص قیمت | گورنمنٹ انگریزی و معزز عہدہ داران گورنمنٹ و عام اغنیا و والا [illegible] | کم سے کم عہ |
| (۳) عام قیمت | متوسط اہل وسعت + | |
| (۴) رعایتی قیمت | کم وسعت لوگ جنکی آمدنی دس یا بیس روپیہ ماہواری سے زیادہ نہیں + [illegible] | |
| (۵) للہی قیمت | بے وسعت جو دس روپیہ ماہواری کی آمدنی بھی نہیں رکھتے مگر علمی مذاق رکھتے ہوں اور اس رسالہ کی | ثواب آخرت |

بقیہ شرح مراتب خمسہ قیمت اسی بیان کے موافق ہے جو رسالہ نمبر سابق میں ثبت ہے خط و کتابت [illegible] رسالہ راقم کے نام ہونے عنوان و نشان مندرجہ ذیل سے ہونا ضرور ہے اور ارسال زر بذریعہ منی آرڈر ڈاکخانہ مناسب ہے +

## عذر

راقم ایک ضروری سفر میں رہا + سفر سے پھر آیا تو بیمار ہو گیا۔ اسلئے رسالہ میں توقف ہوا خریداران و ناظرین معاف فرماوین۔ بلکہ دو نمبر اور بھی اس تاخیر کی شکایات نکرین اس عرصہ میں رسالہ قدیمی اندازہ پر آجائیگا اور مافات کی مکافات و تدارک

## التماس

یہ نمبر پوری توجہ گورنمنٹ و رؤسا مسلمین و عامہ ناظرین کے لایق ہے کیونکہ مذہبی و قومی و ملکی فایدہ پر مشتمل ہے۔ صاحب گورنمنٹ ریویو رٹر اسکی پوری کیفیت گورنمنٹ میں پہنچاوین اور رؤسا مسلمین و عامہ ناظرین بھی اسمین پوری غور کرین

انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب ہو جائیگا + راقم ابو سعید محمد حسین لاہوری از لاہور متصل مسجد چینیان۔

مطبع مصطفائی لاہور میں طبع ہوا

# التحذیر عن التبذیر

صیانۃ للمسلمین عن اضاعۃ الدین

یعنے

تدبیر وقف خاندانی سے مسلمانوں کو ڈرانا — اور انکے دین کو تباہی و بربادی سے بچانا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دام میں زر کے اگر موتی کا دانا ہوگا — جو نہ ہو دام میں آویگا سو دانا ہوگا

آنریبل سید احمد خان صاحب بہادر سی - ایس آئی نے مسلمانوں کو مخالفہ دین میں پہنسانے اور قید شریعت سے چھوڑانے کے لئے ایک ایسا جال پہیلایا ہے جسکو (شریعت کا گلٹ چڑہا کر) دام زر بنا دیا ہے - اور جو اسمیں دانہ رکہا ہے اسکو (شریعت کے آب سے) ایک دُر دانہ بنا دکہایا ہے گو وہ بظاہر دام شریعت نظر آتا ہے مگر درحقیقت وہ قید شریعت سے آزادی اور فضاء نیچریت میں بلند پرواز یکا ایک ذریعہ ہے - اور اسمیں ان لوگوں کی (جو دام تزویر میں پہنسنے اور خالص زر شریعت و ملمع سنار یمیں فرق نہیں کرسکتے) پہنس جانیکا اندیشہ ہے -

لہذا میں بنظر صیانۃ مسلمین و نصیحۃ اخوان دین اس گلٹ کو اوتار کر اس جال کی اصلی صورت اور اس مصنوعی دُر دانہ کی واقعی حقیقت مسلمانوں کو بتاتا ہوں اور اس سے بچ جانیکا ذریعہ بھی بتاتا ہوں آپنے ابطال حکم وراثت کے لئے ایک قانون تجویز کیا ہے جسکو باسم قانون وقف خاندانی اہل اسلام موسوم فرمایا ہے - اس قانون سے آپکا مقصد دلی و مطلب اصلی تو وہی (شریعت سے) آزادی ہے جو آپکے مضمون مذہب معاشرت کا نتیجہ ہے (چنانچہ نمبر ۱ - و ۲ - جلد ۲ - اشاعۃ السنۃ میں اسکا بیان گذر چکا ہے) مگر چونکہ اس مقصد کے اظہار سے آپ کا کامیاب ہونا دشوار تہا اسلئے اس مطلب کو اس پیرایہ میں ادائے کیا ہے کہ وراثت کی جگہہ فرضی و مصنوعی وقف تجویز کر دیا ہے اور اسپر چند روایات فقیہ سے (جنکو آپ کے فرضی وقف سے کچہہ مناسبت نہیں) استشہاد کیا ہے

رسالہ تہذیب نے اسکے اظہار کمال خیرخواہی و ہمدردی اسلامی کا ضمیمہ بھی لگا دیا ہے۔ چنانچہ علی گڈہ گزٹ
مین اور تہذیب الاخلاق ماہ ذی قعدہ ۱۲۹۰ھ مین بصفحہ ۵۴ ارشاد فرمایا ہے۔

# ایک تدبیر

مسلمانون کے خاندانونکو تباہی اور بربادی سے بچانے کی۔

چونکہ مسلمان خاندانون کی حالت روز بروز خراب ہوتی جاتی ہے اور جو امیر اور ذی مقدور خاندان تہے انکی اولاد نہایت غریب و مفلس ہو گئی ہے اور جو باقی ہین دو پشت مین انکی جایدادین اور ریاستین بہی سب برباد اور چہوٹے چہوٹے ٹکڑون مین تقسیم ہو کر قرضہ مین بٹ جاوینگی اسلئے مجھکو اسبات کا خیال پیدا ہوا ہے کہ کوئی ایسی تدبیر کیجاوے جس سے مسلمانون کی ریاستین قایم رہین اور مسلمانون مین رئیس و ذی مقدور لوگ دکھائی دین جنسے مسلمانون کی عزت اور امتیاز قایم رہے اور وہ تدبیر بہی ایسی ہونی چاہیے کہ سنی اور شیعہ دونون فریق کی فقہ کے مطابق ہو اور دونون فریق کے مسایل مسلمہ مذہب کے برخلاف نہو۔

مسلمانون کی ملکیت مین جو جایداد ہوتی ہے شرع کے بموجب اسکی دو حالتین ہوتی ہین۔ ایک زمانہ حیات مالک مین اور ایک بعد وفات مالک کے +

زمانہ حیات مین ہر ایک مالک کو از روئے شرع کے جایداد کی نسبت اختیار کامل حاصل ہوتا ہے چاہیے وہ اسکو ہبہ کر ڈالے چاہے کسیکو بخش دے چاہے وقف کرے چاہے ایک ثلث کی بپابندی قواعد شرع وصیت کر دے۔ بعد وفات کے اسکی جایداد اسکے وارثون مین حسب فرائض تقسیم ہو جاتی ہے وراثت کا مسئلہ بموجب شرع کے ایسا مستحکم ہے کہ کوئی مسلمان اسکی بجا آوری سے انکار نہین کر سکتا اور کوئی شخص اسمین دست اندازی کا مجاز نہین ہے ضرور ہے کہ وہ اسی طرح تسلیم کیا جاوے اور بجنسہ بجالایا جاوے جسطرح کہ قرآن مجید اور کتب فقہ مین مندرج ہے +

وصیت کا مسئلہ بہی قریب قریب وراثت کے مسئلہ کے ہی یعنے کسی شخص کو ثلث مال سے زیادہ وصیت کا اختیار نہین ہے اور نہ ذوی الفروض کے حق مین اسکو وصیت کرنے کا اختیار ہے اور یہہ مسئلہ بہی

مثل مسئلہ وراثت کے ایسا ہے کہ نہ کوئی اس مین دست اندازی کرسکتا ہے اور نہ اس سے انکار کرسکتا مگر وقف کا مسئلہ جسکا اختیار مالک کو بموجب شرع کے اپنی حیات مین حاصل ہے غور کرنے کے قابل ہے۔ شیعہ اور سنی دونون مذہب کی کتابون مین وقف دو قسم کا قرار دیا گیا ہے ایک وقف واسطے امور مذہبی کے اور دوسرا وقف واسطے اپنے اور اپنے اہل و عیال کی پرورش کے دوسرے قسم کے وقف کے لئے فقہ کی کتابون مین جداگانہ ابواب اور جداگانہ احکام مندرج ہین چنانچہ فتاوے عالمگیری مین جو خاص باب اس پچھلے قسم کے وقف کے لئے منعقد کیا گیا ہے اسکا یہہ عنوان ہے۔ باب فی الوقف علی نفسہ و علی اولادہ ونسلہ۔ یعنے یہہ باب ہے جائیداد کو اپنے لئے اور اپنے اولاد کے لئے اور اپنی نسل کے لئے وقف کرنے مین"

{ اُسکے بعد صفحہ ۴ مین آپ نے چند روایات فتاوی عالمگیری سے استشہاد کیا ہے جنمین سبھی وقف کا ذکر ہے۔ آپ کی مصنوعی وقف سے انکو کچھہ تعلق نہین ہے۔ اون روایات کو معہ ترجمہ }

آپ ہی کے الفاظ تحریر سے نقل کیا جاتا ہے۔

| | |
|---|---|
| (۱) رجل قال ارضی صدقۃ موقوفۃ علے نفسی یجوز ہذا الوقف۔ | ایک شخص نے کہا کہ میری زمین میرے لئے وقف ہے تو ایسا وقف جایز ہے۔ |
| (۲) ولو قال وقفت علی نفسی ثم من بعدی علی فلان ثم علی الفقراء جاز | اگر ایک شخص نے کہا کہ مینے اپنی زمین کو اپنے نفس کے لئے اور پھر بعد فلان شخص کے لئے پھر محتاجون کے لئے وقف کیا تو یہہ وقف جایز ہے |
| (۳) ولو قال ارضی موقوفۃ علی فلان ومن بعدہ علی او قال علی و علی فلان او علی عبیدی و علی فلان المختار انہ یصح۔ | اگر کوئی شخص کہے کہ میری زمین فلان شخص کے لئے وقف ہے اور اُسکو بعد میرے لئے یا میرے لئے اور فلان شخص کے لئے یا میرے غلاموں اور فلان شخص کے لئے تو مذہب مختار یہہ ہے کہ وقف صحیح ہے |
| (۴) وکذا لو قال علی والدی و علے من یحدث لی من الولد فاذا انقرضوا فعلی المساکین۔ | اور اسیطرح وقف صحیح ہے اگر کوئی کہے کہ مینے اپنی زمین اپنے بیٹے کے لئے اور اس بیٹے کے لئے جو آئندہ پیدا ہو وقف کی ہے مگر جب وہ نرہین تو وہ وقف مساکین کے لئے ہو جائیگا۔ فقط |

۵۹) ولو قال ارضی ہذہ صدقۃ موقوفۃ علی من یحدث لی من الولد ولیس لہ یصح۔ — اگر کوئی شخص کہے کہ میری یہہ زمین اُس بیٹے کی لیے وقف ہے جو پیدا ہوگا حالانکہ بالفعل اُسکے کوئی بیٹا نہین ہے تو یہہ وقف صحیح ہے۔

[اس روایت پنجم مین آپنے تصرف کیا ہے اسکے نصف اول کو اپنے موافق مدعا سمجھکر لے لیا ہے اور نصف آخر کو مضر مطلب سمجھکر چھوڑ دیا ہے۔ اس نصف اخیر سے اس وقف کا (جسکو آپ وقف خاندانی کہتے ہین اور وقف خیراتی سے متبائن و علیحدہ ٹھہراتے ہین) وقف خیراتی ہونا اور انجام کو فقرا پر صرف ہونا ثابت ہوتا ہے اور یہہ بات آپ کے مدعا کے برخلاف تھی اسلئے آپ نے اُسکو گاؤ خورد کر دیا۔ ہم اسکا تتمہ نقل کرتے ہین اور عامہ مسلمین کو آپ کی (باجود ادعار نصیحت و خیر خواہی کی) تصرف پر آگا کرتے ہین۔

وہو ہذا

| | |
|---|---|
| فاذا ادرکت الغلۃ تقسم علی الفقراء فان حدث لہ ولد بعد القسمۃ تصرف الغلۃ التی توجد بعد ذالک الی ہذا الولد مابقی ہذا الولد فان لم یبق لہ ولد صرفت الغلۃ الی الفقراء کذا فی فتاوی قاضیخان۔ | جب غلہ (آمدنی) وقف کا وقت آجاوے (اور اولاد پیدا نہو) تو وہ غلہ فقرا پر تقسیم ہوگا۔ اگر پیچھے کر اولاد پیدا ہو جاوے تو غلہ آئندہ اُن پر صرف کیا جاویگا۔ پھر جب اولاد باقی نرہی تو غلہ فقرا پر منقسم ہوگا ایسا ہی ہے فتاوی قاضیخان مین |

انہی پانچ روایتونکو مضمونکی رو سے تین اور آپ نے عالمگیری سے نقل کی ہین۔

پھر صفحہ ۹۴ مین اسی قسم کی چند روایات فقہ مذہب شیعہ کو (شیعہ کے دام مین لانے کے لئے) نقل کیا ہے۔ پھر اُن روایات سے کئی نتایج نکالے ہین جو بجنسہ آپ کے الفاظ سے نقل کئے جاتے ہین۔ آپ فرماتے ہین۔]

غرضیکہ سنی و شیعہ دونون مذہبون کی مذکورہ بالا روایتون سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسلمانون کو اپنے مذہب کے رو سے علاوہ مسئلہ وراثت و وصیت و وقف و ہبہ کے اسوقت مذہبی اپنی جائداد کو اور اپنی ریاست کو وقف خاندانی کرنے کا بھی اختیار حاصل ہے جب

سے مندرجہ ذیل نتیجے + پیدا ہون گے۔

اول یہہ کہ وہ جایداد ہمیشہ کے لئے قایم و موجود رہیگی کوئی شخص اسکو تلف نہ کرسکیگا۔

دوسری یہہ کہ۔ جایداد اسطرح وقف ہوگی اسمین وراثت جاری نہو سکیگی یعنے تقسیم نہوگی بلکہ بلا تقسیم بطور ریاست قایم و غیر منقسم رہیگی۔

---

+ منجملہ ان نتایج پنجگانہ کے نتیجہ اولی تو بلا ریب اُن روایات کا نتیجہ ہے (جنسے انہو وقف فرضی و مصنوعی کو اختراع کیا ہے) ایساہی **دوم** اگرچہ اسمین لفظ (بطور ریاست) لگادیا ہے یہہ کسی روایت کا نتیجہ نہیں بلکہ صرف آپکے خیال اور نیچری اصول کا نتیجہ ہے۔ ریاستی وقف کا نہ ان روایات مین ذکر ہے نہ اور کہین اسلام مین اسکا نام و نشان ہے۔ وقف اسلام مین ایک ہی ہے جسکو وقف للہ یا فی سبیل اللہ کہا جاتا ہے اگر مصرف اسکا خواہ نفس واقف ہو یا اسکی اولاد یا اور اغنیا یا فقرا چنانچہ تفصیل اسکی بضمن ابطال امر سیوم عنقریب آتی ہے۔

لیکن نتیجہ **سوم و چہارم و پنجم** ایسے نتایج ہین کہ اگر اور کوئی شخص یہہ نتایج ان روایات سے نکالتا تو مین اوسکے مقابلہ مین صاف کہدیتا کہ یہہ شخص دروغ بے فروغ ہے۔ مگر چونکہ ان نتایج کے نکالنے والے انریبل سید احمد خانصاحب بہادر ہین اسلئے مین بجائے اسکے یہہ لفظ کہتا ہون کہ یہہ مغالطہ ہے یہہ نتایج روایات مذکورکے نتایج نہین ہین۔ اور روایات منقولہ بالا مین سے کسی روایت کے مفہوم یا منطوق صریح یا اشارہ سے ان نتایج کا ثبوت پایا نہین جاتا ہے۔

نتیجہ سیوم و چہارم کی تو ان روایتون سے بوتک نہین آتی اور قواعد تقرر جانشینی مین صاحب وقف کے خود مختار رہیگا (جو نتیجہ سیوم و چہارم کا مفہوم ہے) ان روایات مین ذکر و اشارہ بھی نہین۔ ایسا ہی نتیجہ پنجم کی ایک جزو (یعنے تقرری مقدار) کا اسمین ذکر نہین۔ ہان ایک جزو کا (یعنی تقرری اشخاص فلان و فلان کا) اسمین ذکر ہے۔ مگر ساتھ اسکے ان روایات مین یہ کہین نہین ہے کہ اس تقرری مصارف مین واقف پر شرع مین کوئی قید نہین۔ غایۃ ما فی الباب یہہ ہے کہ ان روایات مین ان

تیسری یہہ کہ جس ترتیب اور جس قاعدے سے مالک جائداد نے قرار دیا ہو اُسی قاعدے اور ترتیب سے کوئی شخص مثلاً بڑا بیٹا بطور متولی جانشین ہوگا اور جائداد کی آمدنی مین سے جن جن لوگون کو مالک جائداد نے دینا تجویز کیا ہے اسطرح پر دیتا رہیگا۔

---

قیود کا ذکر نہین ہے اسمین یہہ نہین پایا جاتا کہ تمام شرع مین کہین ان قیود کا ذکر نہین۔ یہہ محض مغالطہ ہین جنمین آپ مسلمانونکو پہنسانے ہین اور باوجود اسکے رفارمر و مصلح و خیرخواہ ہونے کا دعوی کرتے ہین۔ وہ مسلمان بہی اسلام سے عجیب واقفیت رکہتے ہین جو کہ آپکے ایسے دلیرانہ تصرفات کو نہین سمجہتے کہ آپنے عالمگیری سے نقل کیا گیا اور اس سے از خود نتایج نکال کر اسکو نیا کیا دیا۔

اسکی مثال یہہ ہے کہ کوئی شخص قرآن یا کتب فقہ سے آیات اور روایات متعلقہ حج معرض استدلال بیان کرے پہر اس سے سفر لندن یا کلکتہ یا شملہ کے جواز کا نتیجہ نکالے اور اسی کو حج قرار دے ‡

یہہ بہی اسکی مثال ہوسکتی ہے جو اہل بدعت مین پائی جاتی ہے کہ آیات و احادیث ایصال ثواب سے استدلال کرتے ہین اور اس سے اُن دعوتون کے (جو مردہ کے فوت ہونے پر اغنیا برادری کو کہلاتے ہین) جواز کا نتیجہ نکالتے ہین۔

یہی کام بعینہ آپنے کیا ہے۔ معرض استدلال مین تو اون روایات عالمگیری کو ذکر کیا ہے جسمین صرف وقف اقارب کا ذکر ہے۔ پہر اس سے اپنے فرضی و مصنوعی وقف کا جواز نکالا ہے جسکا (بلحاظ قیود و شروط) اسلام مین کہین پتہ نہین ہے۔

ان سب باتون کی تفصیل متن) رسالہ مین بضمن ابطال اصول تحریر جناب ہوگی اس حاشیہ مین اس تفصیل کا اجمال دکہایا گیا ہے اور اہل فراست کے نزدیک ایک اجمالی جواب کل مطالب تحریر مخاطب ادا ہے ہوا۔

---

چوتھی یہہ کہ - جانشینی کی ترتیب بالکلیہ مالک جائیداد کی مرضی پہ مقرر ہے اور شرع کے رو سے اختیار ہے کہ مالک جائیداد جو مناسب سمجھے اُسکے مطابق طریقہ جانشینی مقرر کرے کچھہ ممانعت شرع مین نہین ہے -

پانچوین یہہ کہ مالک جائیداد کو اختیار رہے کہ جس جس مقدار سے کہ مناسب سمجھے اور جس جس کے لئے مناسب سمجھے اسکی آمدنی مین سے سالانہ مقرر کرے کوئی قید اور ممانعت شرع کے رو سے نہین ہے -

[پھر صفحہ ۱۵ مین مرقع قانون وقف کے مطالب کی بند کر دفعات اجمالی فہرست دی ہے پھر انہی دفعات کی اس قانون مین تفصیل کی ہے از انجملہ بہت سے دفعات مین اُن اصطلاحات و نتایج و فوائد کلکٹری قواعد کا بیان ہے - جن سے تعرض کرنا ہماری مقصود سے اجنبی ہے - ہماری تعرض کے لائق ان مین چند دفعات ہین انکو اولاً اجمالی فہرست سے نقل کیا جاتا ہے - پھر انکی تفصیل کو دفعات مسودہ قانون سے پیش کیا جاویگا - آپ فرماتے ہین -]

طریقہ جانشینی

دفعہ ۳۴ لغایت ۴۲ - جبکہ ایک مستحکم قانون بنایا جاتا ہے تو قاعدہ جانشینی کا مہمل اور مجمل نہین چھوڑا جا سکتا بلکہ ضرور ہے کہ اوسکے لئے قانون مین ایک مستحکم قاعدہ جانشینوں کے سلسلہ کا بتایا جاوے تاکہ کوئی محل اشتباہ اور نزاع باقی نرہے اسلئے اس مین یہہ قاعدہ بنایا گیا ہے کہ جو شخص متوفی سے قرابت قریبہ رکہتا ہے اور عمر مین بڑا ہے اوس شخص کو استحقاق جانشینی کا ہوگا -

پرورش رشتہ داران

دفعہ ۲۹ لغایت دفعہ ۳۳ - پرورش رشتہ داران کے لئے بھی قاعدہ بنائی گئی ہین سو یہ اوہ مین ریاستین تعلقہ داران کی قایم کی گئی ہین اُنکی رشتہ دارونکی پرورش کا طریقہ جو قانوناً قرار دیا

گیا ہے وہی طریقہ اس قانون میں رکھا گیا ہے۔

[اس اجمالی فہرست کی دفعہ ۲ کی تفصیل آپنے مسودہ قانون بند کرنیوالے کے ہر از انجملہ ہماری
غرض کے لائق پانچ قاعدے ہین جو ذیل مین منقول ہین ـ]

(۷) ذکور کو اناث پر ترجیح ہوگی اور وہ ذکور جنکی مان متحد ہے اور باپ مختلف بزمرہ اناث داخل ہونگے

(۸) کبیر السن کی اولاد کو صغیر السن کی اولاد پر ترجیح ہوگی ـ

(۹) ایک باپ کے دو بیٹون مین سے جو مختلف ماؤن سے ہون اُس بیٹے کو ترجیح ہوگی جسکی ماں سے اسکے باپ کا نکاح پہلے ہوا ہو ـ

(۱۰) درصورت عدم موجودگی رشتہ داران نسبی جائیداد شوہر یا زوجہ کو جیسی صورت ہو ملیگی لیکن اگر ایک سے زیادہ زوجہ ہون تو اُس زوجہ کو ملیگی جسکا نکاح پہلے ہوا ہو ـ

(۱۱) درصورت عدم موجودگی اُن تمام اشخاص (یعنے رشتہ داران نسبی و زوجین) کی جائیداد گورنمنٹ مین چلی جاویگی تاکہ وہ بطور مناسب مسلمانونکی تعلیمی[††] خلاقی و تمدنی ترقی مین خرچ کرے ـ"

[اور دفعات ۲۴ سے ۳۳ تک کی تفصیل مین آپنے ان شروط و تحدیدات کو بیان فرمایا ہی
کہ جن پر نہ قرآن کی شہادت ہے نہ حدیث کی نہ فقہ اہل سنت کی نہ فقہ اہل تشیع کی صرف ایکٹ
(۱) بابت ۱۸۹۶ء مجوزہ گورنمنٹ انگریزی کی شہادت پائی جاتی ہے ـ اور آپنے بھی اسیکی شہادت
کو نہین حواشی پیش کیا ہے اس تفصیل سے چند دفعات معہ حواشی ان دفعات کی جو جناب کے
افادات سے ہین بطور تمثیل ہدیہ ناظرین کرتا ہون ـ]

دفعہ ۲۹ جب کسی جانشین کے مرنے کے بعد ایسے رشتہ داران باقی رہین جو آگے مذکور ہون گے تو جانشین وقت کو ایسے ہر رشتہ دار کو اپنے ایام حیات مین یا اوس میعاد تک جو آگے مذکور ہوگی بذریعہ ...

---

[††] یہان آپ یہ کہنا بھول گئے (یا شاید لمبی ہی ہو) کہ اس جائیداد کو علیگڈہ کے مدرسہ مین صرف کرے یا تہذیب الاخلاق کے مصارف مین لگا دے اسلئے کہ آجکل اخلاقی اور تمدنی ترقی کیلئے ایسا کوئی محل نہین ہے ـ (چشم بد دور)

اقساط مساوی یا ہوا یکے رواج ملک کے مطابق ایک موجب سالانہ ادا کرنا ہوگا جو اُس مقدار سے زیادہ نہوگا
جسکا ذکر آگے آئیگا بشرطیکہ رشتہ داران مذکور بروز وفات جانشین متوفی کی اسکے ساتھ سکونت اور
خورد و نوش رکھتا ہو اور بدین شرط کہ یہہ رشتہ دار اسکو کوئی کافی ذریعہ پرورش کا نہ رکھتا ہو نہ رکھنے والا ہو

دفعہ ۳ - متوفی کی جدین و والدین و بیوگان کبیرہ کی حالت مین غایت تعداد موجب سالانہ کی حسب تشریح ذیل ہوگی

(پھر اس تشریح مین سات درجہ موجب کو ذکر کیا اور درجہ ہفتم کا بیان یہہ فرمایا -)

✝ یعنی درجہ ہفتم اجبالیت سالانہ چودہ ہزار روپیہ سے کم ہو تو تعداد ایک سو سے روپیہ سے زیادہ نہوگی -

جانشین متوفی بیوہ صغیرہ کی حالت مین غایت تعداد موجب سالانہ کی اُس غایت تعداد سے نصف ہوگی جسکی بیوہ کبیرہ بموجب جزو سابق دفعہ ہذا کے مستحق ہوتی -

دفعہ ۳۱ - جانشین متوفی کے برادران اور پسران نابالغ کی حالت مین غایت تعداد موجب سالانہ کی ایک ہزار دو سو روپیہ سے زیادہ نہوگی -

‡ جانشین متوفی کے بھتیجون کی حالت مین جو یتیم اور نابالغ ہون غایت تعداد موجب سالانہ کی چھہ سو روپیہ سے زیادہ نہوگی

دفعہ ۳۲ - جانشین متوفی کی دختران ناکتخدا اور پسران او دختران کی ہوگا کی حالت مین غایت تعداد موجب سالانہ کی تین سو سات روپیہ سے زیادہ نہوگی §

---

✝ دفعہ ۳۴ - ایکٹ ۱۸۶۹؁ء ‡ دفعہ ۳۵ ایکٹ ۱۸۶۹؁ء ‡‡ دفعہ ۳۶ ایکٹ ۱۸۶۹؁ء § دفعہ ۳۷ ایکٹ ۱۸۶۹؁ء

یہہ حواشی جناب محشی کے افادات سے ہین ناظرین انکو نظر انصاف سے ملاحظہ فرماکر غور کرین کہ دفعات ایکٹ مذکور الصدر جو حقوق مستثنہا ہین آیات قرآنیہ مین یا احادیث نبویہ یا روایات فقہیہ یہ ہر دو وقف جنکی احکام کی بنا صرف ان دفعات پر ہے وقف اسلام کیونکر ہو سکتا ہے اور انکو فقہ سُنی و شیعہ کے مطابق اور ان سے مستفاد و مستنبط کیونکر کہا جا سکتا ہے ہمیں ان لوگونکی علم و فہم سے تعجب ہے جنہون نے اس صورت مین صرف لفظ وقف دیکھکر اسکو وقف کا بموجب فتاوی عالمگیری یا شرائع الاسلام یا کتب شیعہ کے روایات مین مذکور ہے سمجھہ لیا ہے اور اسکے ان احکام و لوازم کو جنکی بنا صرف ایکٹ (۱) گورنمنٹ انگلشیہ سے ہے کچھہ خیال نکیا اس زمانہ تاریکی مین (جسکو نئی مہذب زمانہ روشنی کہتے ہین) علم کا تو تنزل ہوا ہی تھا افسوس ساتھہ ہی اسکے عقل و فہم کو بھی تنزل ہو گیا ہے - فانا للہ و انا الیہ راجعون - حاشیۃ الحواشی

یہہ جملہ مطالب دفعات تحریر جناب کا (جسکو مسئلہ شرعی سے تعلق ہے) خلاصہ بیان کیا گیا ہی اور جن دفعات سے ہمنے تعرض نہین کیا انکو اصل مطلب سے (جو شرع سے متعلق ہے) کچھہ تعلق نہین ہے اونمین صرف بیان اصطلاحات و قانونی تشریحات و کالکٹری ہدایات و امثال ذلک کا بیان ہے جو ہماری بحث و مقصود سے خارج ہے —

ان سب مطالب کی (جو ہمنے نقل کئے ہین) اصل اصول تین امر ہین جو جملہ مطالب کے لئے بمنزلہ مقدمات ہین اور ان سب مطالب کی مناط و مدار وہی تین امر ہین انکے ابطال سے جملہ مطالب تحریر جناب کا ابطال متصور ہے اسلئے ہمنے اپنی بحث و کلام کو انہی تین امر کے ابطال مین منحصر کردیا ہی وہ تین امر یہہ ہین

**امر اول** ہر صاحب جایداد کو اپنی حیات مین اپنی جایداد کی نسبت کلی اختیار حاصل ہے جا ہے اسکو جسطرح دل مین آوے) یہہ کردی جا ہے بلا لحاظ و پابندی قید ثلث (جو وصیت مین شرعاً معتبر ہے) کل یا اکثر جایداد کو وقف کردے جیسی پابندی قیود شرع فرائض و وصیت مین اسپر واجب ہے ویسی وقف یا ہبہ مین نہین ہے اسمین اسکو شرعاً بالکل آزادی ہی اور ہر وجہ سے خودمختاری

**دوم** ہر صاحب جایداد کو یہہ بھی اختیار حاصل ہے کہ اپنی وقف کردہ جایداد کی تقرر جانشینی و تقسیم آمدنی کے باب مین جو شرط و قواعد چاہے تجویز کرے کوئی حکم یا قید شرع کیطرف سے اسپر نہین ہے —

**سوم** وقف جو اس مسودہ مین آپنے تجویز کیا ہے اور اسکو خاص خاص قیود و شروط سے مقید کردیا ہے یہہ وہی وقف ہے جسکا شرع مین حکم آچکا ہے اور روایات منقولہ سابق مین اسکا ذکر ہے اور یہہ وقف اوس وقف سے (جو فی سبیل اللہ امور مذہبی کے لئے کیا جاتا ہے جیسے مساجد و مدارس وغیرہ) علیحدہ چیز ہے اس وقف الٰہی و مذہبی سے صرف ثواب آخرت مقصود ہوتا ہے — اور اس وقف خاندانی سے محافظت خاندان و البقاء ریاست و نام مدنظر ہوتا ہے گویا یہہ دونون متعلق وقف کے دو نوع متباین ہین اور دونون کے احکام مختلف اور یہہ تینون امر سراسر **غلط و باطل** ہین جنمین حق کا شایبہ بھی نہین انکی بنا صرف مغالطات پر ہی انکی ثبوت کہین شریعت مین شہادت نہین اور نہ خاصکر عالمگیری جو جنسے ان امور کے ثبوت کا جناب مخاطب کو دعوی ہے ان امور کا ثبوت پایا جاتا ہے بلکہ ان کا خلاف

و ابطال تمام شریعت کتاب و سنت و فقہ علمائے امت مین موجود ہے ناظرین اس امر کا بیان توجہ سے سنین اور اس تدبیر کا دام تزویر ہونا مشاہدہ کرکے اس مین پہنس جانے سے بچین۔

**ابطال امر اول** - گو نیچری اصول کے روسے ہر کسیکو اپنی جایداد کی نسبت کلی اختیار حاصل ہوگا کہ جاہے کسیکو (اہل ہو خواہ نہو) بخشدے یا کسی کنوئین مین ڈالدے یا آگ مین جلادے یا اور کسی طرح ضایع و برباد کردے مگر اسلامی اصول کے موافق کسیکو اپنی جایداد کی نسبت یہہ اختیار نہین ہے† جایداد کیا کسیکو اپنے کسی امر (کہانے پینے بولنے سُننے لینے دینے وغیرہ) مین خودمختاری و آزادی نہین ہے بلکہ ہر ایک امر مین مال ہو خواہ اسکی ذاتی افعال وہ شریعت کی رسی سے جکڑا ہوا ہے وہ بلا اجازت خدا و رسول صلعم کے کوئی کام نہین کرسکتا۔ اس مقام مین اور سب کامون سے بحث نہین (اس بحث کا کفیل ہمارا مبحث مذہب و معاشرت ہے) اور نہ مال کی جملہ وجوہ تصرفات سے بحث مقصود ہے یہان صرف ہبہ اور وقف مین صاحب مال کی خود مختاریکا ثبات دعوی کیا ہے اسلئے انہین دو مین اسکی پابندی کا ثبوت دیا جاتا ہے۔

ہبہ مین کسی شخص کو اختیار نہین ہے کہ جس شخص کو چاہے اپنا مال ہبہ کردے بلکہ صاحب مال پر لازم ہے کہ موقع مناسب کو دیکہے اگر خود حاجت رکہتا ہے تو اپنے نفس کو مقدم کرے پہر اپنی اولاد و عیال کو

---

† نیچری اصول سے اس کلام پر یہہ شبہ وارد ہوتا ہے کہ جبمال ہماری محنت ہی پیدا کیا ہے۔ اور وہ ہمارا ملک ہوا تو پہر اسکے تصرف مین ہمارا خودمختار و آزاد نہونا خلاف عقل و نیچر ہے۔ اسلامی اصول سے اسکا یہہ جواب ملتا ہے کہ جو کچھ انسان کماتا ہے اور مالک تصرف مین لاتا ہے وہ سبھی خدا کا ہے اور اسیکا دیا ہوا۔ اور اسکی توفیق و عنایت سے پیدا ہوا۔ انسان اسمین خدا کا خلیفہ و نائب ہے اس سے بڑکر وہ استقلال نہین رکہتا ہے۔ آنحضرت نے فرمایا ہے ان الدنیا حلوۃ خضرۃ وان اللہ مستخلفکم فیہا فینظر کیف تعملون۔ رواہ مسلم۔ یعنے دنیا شیرین اور خوش ظاہر اور خدا نے تمکو اس مین اپنا خلیفہ بنایا ہے پس وہ دیکہیگا کہ تم کیا عمل کرتے ہو۔ اور خلیفہ و نائب کا یہہ منصب نہین ہے کہ مستخلف و منیب کے برخلاف کوئی کام کرے۔ یا نیابت سے بڑہکر مستقل بالاختیار بن بیٹہے۔ ۱۲

اولاد متعدد رکھتا ہے تو سب مین مساوات و عدل کی رعایت کرے بعض اولاد پر بعض کو ترجیح نہ دے اولاد کی ہوتے بھی اگر کسی اجنبی کو ہبہ کرنا چاہے تو بھی حقوق اولاد کی رعایت کرے سبھی یا اکثر مال اجنبی کو ہبہ نکردے اور متعدد ہون تو نہین دو ایک کو کچھہ ہبہ کرنا چاہے تو ویسا ہی دوسرے کو ہبہ کرے اگر سوے اولاد و ازواج کے اورا قربا کو ہبہ کرنا چاہتا ہے تو ان مین بھی درجہ قرابت کو ملحوظ رکھے یہہ باتین متعدد احادیث سے ثابت ہین - از انجملہ چند احادیث مندرج ذیل ہوتی ہین - صحیح بخاری مین ہے جب بعض اولاد کو دوسرے کے سوا

صحیح البخاری باب الہبۃ للولد واذا اعطی بعض ولدہ شیئا لم یجز حتی یعدل بینہم ویعطی الآخرین مثلہ ولا یشہد علیہ وقال النبی صلعم اعدلوا بین اولادکم فی العطیۃ ثم ذکر تفصیلا عن النعمان بن بشیر قال اعطانی ابی عطیۃ فقالت عمرۃ بنت رواحۃ لا ارضی حتی تشہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاتی رسول اللہ صلعم فقال انی اعطیت ابنی من عمرۃ بنت رواحۃ عطیۃ فامرتنی ان اشہدک یا رسول اللہ قال اعطیت سائر ولدک مثل ہذا قال لا قال فاتقوا اللہ واعدلوا بین اولادکم قال فرجع فرد عطیتہ وفیہ ایضا عن کعب بن مالک قال قلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان من توبتی ان انخلع من مالی صدقۃ الی اللہ والی

کچھہ دے تو جائز نہین جبتک سب مین مساوات و عدل نکرے انحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ اپنی اولاد کی ہبہ مین عدل کیا کرو - پھر بخاری نے اس حدیث کو نعمانؓ بن بشیر سے بدین تفصیل نقل کیا کہ مجھے میرے باپ نے کچھہ دیا تو (میری ماں) عمرہ بنت رواحہ نے کہا کہ مین تب راضی ہونگی جب تم رسول اللہ صلعم کو گواہ بناؤگے تب انہون نے رسول اللہ صلعم کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض کیا کہ مینے اپنے بیٹے کو (جو عمرہ بیوی سے ہے) کچھہ ہبہ کیا ہے سو اسکی ماں نے چاہا ہے کہ مین آپکو گواہ بناؤن آپنے فرمایا باقی اولاد کو بھی ویسا ہی دیا ہے اسنے کہا نہین انحضرت نے فرمایا خدا سے ڈرو اپنی اولاد مین عدل کیا کرو پھر اسنے آپکی خدمت سے آکر اپنا دیا ہوا پھیر لیا -

اور نیز صحیح بخاری مین ہے کہ کعبؓ بن مالک کی جب توبہ نازل ہوئی تو کعبؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میری توبہ پوری ہو جب مین اپنے سبھی مال سے الگ ہو جاؤن

تنبیہ - ہبہ - ہدیہ - صدقہ و عطیہ ان احکام مین یکسان ہین اسلئے ان سب ابواب کی احادیث اسی مقام مین جمع ہوتی ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال رسول اللہ صلعم امسک علیک بعض مالک فہو خیر لک قلت فانی امسک سہمی الذی بخیبر

**وفیہ ایضاً** عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلعم قال خیر الصدقۃ ما کان عن ظہر غنی وابدا بمن تعول

وفی سنن **ابی داؤد** عن جابر بن عبد اللہ الانصاری قال کنا عند رسول اللہ صلعم اذ جاءہ رجل بمثل بیضۃ من ذہب فقال یا رسول اللہ صلعم اصبت ہذہ من معدن فخذہا فہی صدقۃ ما املک غیرہا فاعرض عنہ رسول اللہ ثم اتاہ من قبل رکنہ الایمن فقال مثل ذلک فاعرض عنہ ثم اتاہ من قبل رکنہ الایسر فاعرض عنہ ثم اتاہ من خلفہ فاخذہا رسول اللہ فحذفہ بہا فلو اصابتہ لاوجعتہ او لعقرتہ فقال رسول اللہ صلعم یاتی احدکم بما یملک فیقول صدقۃ ثم یقعد

یعنی سب خدا کی راہ میں دیدون آنحضرت نے ارشاد کیا کہ اپنا کچھہ مال رہنی دے وہ تیرے لئے بہتر ہوگا یعنی تیرے کام آئیگا میں نے کہا میں وہ حصہ رکھہ لیتا ہون جو خیبر میں ہے اور نیز بخاری میں ہے کہ صدقہ بہتر وہ ہے کہ جسکے بعد بھی صدقہ کرنے والا غنی رہے اور پہلے انکو دو جو تمہاری پرورش میں ہیں اور سنن ابی داؤد صفحہ ۲۳۴ میں ہے ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیضہ کا سا کچھہ سونا لایا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں نے یہہ سونا ایک کان سے پایا ہے اور میں اسکے سوا اور کچھ رکھتا بھی نہیں اسکو آپ لیلیں یہ فی سبیل اللہ ہے نبی نے منھ پھیر لیا پھر وہ آنحضرت کی داہنی طرف سے آیا تو آنحضرت نے منھ پھیر لیا پھر وہ آنحضرت کی بائیں طرف سے آیا پھر بھی آنحضرت نے منھ پھیر لیا پھر وہ آنحضرت کے پیچھے سے آیا پس آنحضرت صلعم نے وہ سونا لیکر اسکو مارا اگر وہ اسکو لگ جاتا تو چوٹ لگاتا یا زخم کر دیتا پس آنحضرت نے ارشاد کیا کہ تم لوگ اپنا سبھی مال[+] خیرات کر دیتے ہو پھر بیٹھہ کر لوگوں کے سامنے ہاتھہ

---

[+] اگر اسپر کوئی یہہ اعتراض کرے کہ سنن ابی داؤد کی اسی صفحہ میں یہہ حدیث بھی موجود ہے کہ صدیق اکبر نے ایکدفعہ جو کچھہ گھر میں تھا آنحضرت کے سامنے لا کر صدقہ کر دیا اور آنحضرت نے منع نہ فرمایا تو جواب اسکا یہہ ہے کہ یہی حدیث صاف ظاہر بتاتی ہے کہ جو مال منقولہ گھر میں اوٹھا لائی تھے اسکو صدقہ کیا تھا نہ یہہ کہ گھر کو بھی ساتھہ اوٹھا لائے تھے اور صدقہ کر دیا تھا اور بسبب اتفاق احادیث دین واردہ کہ حضرت صدیق اکبر کے پاس زمین وغیرہ اسکے بعد بھی موجود تھی جنمیں کاشت و کسب کیا کرتے اور اسمین عیال کی پرورش کرتے اور انجملہ ایک غابہ تھا جسمیں انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ کو بیس وسق دینے کی تجویز فرمائی تھی۔ دیکھو موطا کتاب الاقضیہ۔

ان تکلف الناس خیر الصدقة ما کان عن ظہر غنی (فی روایة) خذ عنا مالک لا حاجة لنا به ۔

وایضاً عن ابی ہریرة رض قال امر النبی صلعم بالصدقة فقال رجل یا رسول اللہ عندی دینار قال تصدق به علی نفسک قال عندی آخر قال تصدق به علی ولدک قال عندی آخر قال تصدق به علی زوجک قال عندی آخر قال تصدق به علی خادمک قال عندی آخر قال انت ابصر ۔

وایضاً فیه عن ابی ہریرة عن النبی صلعم قال من کانت له امرأتان فمال الی احدہما جاء یوم القیمة وشقه مایل ۔

پھیلانے ہو بہتر خیرات وہی ہے جو مال باقی رکھکر ہو اس مال کو لیجا ہمکو اسکی کچھ حاجت نہیں ۔

اور نیز ابو داؤد کی صـ۲۴۳ میں ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلعم کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے پاس ایک اشرفی ہے آپنے فرمایا اسکو اپنی جان پر خرچ کر پھر اسنے کہا ایک اور بھی ہے تو آپنے فرمایا کہ اسکو اپنی اولاد پر خرچ کر پھر اسنے عرض کیا کہ ایک اور بھی ہے تو آپنے ارشاد کیا کہ اسکو بیوی پر خرچ کر پھر اسنے عرض کیا کہ ایک اور بھی ہے تو آپنے فرمایا کہ اپنے خادم پر خرچ کر پھر اسنے عرض کہ ایک اور بھی ہے تو آپنے فرمایا کہ اب تو خود جان سکتا ہے (یعنے جسکو اپنے اقربا اور اصحاب میں سے زیادہ مستحق سمجھے اسپر خرچ کرے ۔

اور نیز ابو داؤد میں ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جس شخص کی دو عورتیں ہوں پھر وہ (عطا وغیرہ حقوق میں) ان میں عدل نہ کرے تو قیامت کے دن وہ ایسی حالت میں آئیگا۔ کہ اسکی ایک جانب گری ہوئی ہوگی (یعنے فالج زدہ)

اور عموماً اقربا میں رعایت درجہ قربت کے ملحوظ رکھنے کا آپنے بہت مواضع میں ارشاد فرمایا ہے اور اسیکے موافق ہمیشہ آپ کا اور آپکے اصحاب کا عملدرآمد رہا ۔

وفی صحیح البخاری صـ۴۹۹ عن جبیر بن مطعم قال مشیت انا وعثمان بن عفان الی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فقلنا یا رسول اللہ اعطیت بنی المطلب وترکتنا ونحن وهم منک بمنزلة

اس حکم کی دستاویز سے ایک موقع ہے جسمیں آپنے بعض اقربا کو بعض پر مقدم کیا جبیر بن مطعم اور عثمان بن عفان رض نے آپکے پاس جاکر عرض کیا کہ آپنے (خمس خیبر میں سے) بنی مطلب کو دیا اور

واحدۃ فقال رسول اللہ صلعم انما بنو المطلب وبنو ہاشم شئی واحد۔
وفی روایۃ ابی داؤد انا وبنی المطلب لا نفترق فی جاہلیۃ ولا اسلام وانما نحن وہم شئی واحد وشبک بین اصابعہ علیہ السلام۔

ہمکو کچھہ ندیا حالانکہ آپسے ہماری اور انکی قرابت یکسان ہے تو آپنے انکی وجہہ سوال دریافت آونیر (یعنے لحاظ مساوات درجہ قرابت) بلکہ جنکو آپنے ترجیح دی تہی انکی وجہ ترجیح کو بیان فرمادیا کہ ہم (بنی ہاشم) اور بنی مطلب دونون ایک ہین کبہی اسلام سے پہلے اور پیچہے جدا نہین ہوئی (یعنے ایک دوسرے کے مددگار رہی ہین) بخلاف بنی عبد شمس وبنی نوفل کہ وہ ہمکو تکلیف پہنچاتے رہے ہین۔

**یہہ احادیث** باعلیٰ پکار رہی ہین کہ ہبہ وعطیہ مین شریعت کیطرف سے مسلمانونکو آزادی وخود مختاری نہاین ہے۔ بلکہ مصرف ومقدار وغیر متعلقات کے لحاظ سے ان پر اسباب مین کئی قیدین اور بندشین لگی ہوئی ہین کہ از انجملہ بعض قیود کا یہان ذکر ہوا۔

**جناب مخاطب** کا یہہ کہنا کہ ہبہ مین ہر مالک جایداد خود مختار ہے محض مغالطہ ہے جسمین آپنے اس مغالطہ کے لئے بڑی جانی ہے جو وقف مین خود مختاری تجویز کرنے مین آپ سے سرزد ہوا ہے۔ پہلے آپنے ہبہ مین صاحب جایداد کو اختیار کامل عطا فرمایا ہے۔ پہر اسی سلسلہ مین وقف کو منسلک کردیا اور دہوکہ دہی کا پورا حق ادا کیا۔

اس بیان مین ہبہ کے باب مین تو آپکا مغالطہ خوب ظاہر ہوا۔ اب وقف کے باب مین مغالطہ جناب ظاہر کیا جاتا ہے۔

**وقف مین** بہی مسلمانونکو شرع کیطرف سے آزادی وخود مختاری نہین ہے کہ بلا لحاظ پابندی ثلث کل جایداد و یا اکثر جس قدر چاہین اور جسکے لئے چاہین وقف کردین۔ بلکہ وقف کے باب مین بہی شرع کیطرف سے بنظر محل مقدار کی ویسی ہی قیدین وبندشین ہین جیسے ہبہ اور صدقہ مین مذکور ہو چکین ہین کہ وارثون کو محروم کرکے کل یا اکثر جائیداد غیرونکی لئے وقف نکرے اور اگر وارثونکی لئے وقف کرنا چاہے تو بعض وارثونکو اس سے محروم نرکہے سب سے بحسب درجات ومراتب صلہ وسلوک کرے۔

مسلمانون مین کب لائق پذیرائے ہوتی۔ آپ نے اس نظر سے یہہ حکمت کی ہے کہ پہلے اُن احکام کو شریعت سے مٹا لیا۔ اور مسلمانون کو مذہب کیطرف سے آزاد و خود مختار بنا دیا پھر ان قواعد کو دستور العمل ٹھہرا دیا۔

اور اس دلیری کرنے مین یہہ سمجھہ لیا کہ مسلمانون مین جو احکام شریعت سے واقف ہین وہ ہمارے آرٹیکل و قوانین کو لغو سمجھکر لحاظ نہین کرتے اور جو انکو شوق سے دیکھتے ہین وہ احکام شریعت سے واقفیت نہین رکھتے۔ پس جو کچھہ ہم کہینگے وہی سُنا جایگا اور ہمارا رات کو دن اور دن کو رات کہنا بھی سچ مانا جاویگا۔

مگر آپ نے اس پیش [illegible] اندیشہ گمان مین (الخ) پہل کیا اور یہہ خیال نفرمایا کہ شاید کوئی نہ کوئی واقفان احکام شریعت سے ہماری کلام کیطرف متوجہ ہوگا۔ اور ہماری ان دلیرانہ دعاوی کے قلعے کھول دیگا۔

**بالجملہ امر دوم** منجملہ امور ثلٰثہ اصول تحریر جناب سید بھی ویسا ہی باطل ہے جیسا کہ امر اول باطل ہے۔ اب امر سیوم کے ابطال مین کلام کیا جاتا ہے۔

**ابطال امر سیوم** ۔ امر سیوم مین آپکا یہہ دعوی ہے کہ جو وقف آپنے تجویز کیا ہے یہہ بھی وقف ہے جسکا روایات فتاوے عالمگیری مین ذکر ہے۔ اور یہہ وقف مذہبی وقف (مساجد و مدارس وغیرہ) سے جداگانہ چیز ہے جس سے ریاست کو قائم کرنا اور عزت و امتیاز خاندان کا باقی رکھنا مقصود ہوتا ہے۔ اور یہہ دعوی بھی سراسر باطل ہے کیونکہ نہ یہہ وقف وہ وقف ہے جسکا فتاوے عالمگیری وغیرہ کتب فقہ و حدیث مین ذکر ہے۔ اور نہ شرع مین کوئی ایسا وقف آیا ہے جس سے ریاست و نام و عزت و امتیاز خاندان کا رکھنا مقصود ہوتا ہے۔ شرع مین جس وقف کا ذکر ہے جسمین ثواب آخرت و محض للٰہیت مدنظر ہوتی ہے۔

اور یہہ **للٰہیت** و ارادہ ثواب آخرت وقف کی حقیقت مین داخل ہے اور اسکی ذاتیات یا عنصر +

+ التشقیق مبنی علی الاختلاف فی کون تعریفات الحقائق الاعتباریہ الغیر المتاصلہ حدوداً او رسوماً سلمنا

صفات سے ایسا قسم یا فرد وقف کا کوئی نہین پایا جاتا جسمین اس ذاتی یا اس صفت کا تحقق نہین ہوتا۔ اس صفت للاہیت کے پائے جانے مین جملہ اقسام وقف (جنکا تعدد مصرف ومحل کے سبب سے ہے) ایک جنس ہین اور ایک کو دوسرے سے اس صفت مین تفارق وتباین نہین ہے وقف اولاد اقارب کو وقف مسجد سے علیحدگی و تفارق ہی نہین ہے۔ کہ مسجد سے ملک وقف مسجد کے زایل ہونے کے لئے وقف کی وصیت یا حاکم کا حکم شرط نہین ہے۔ اور وقف مسجد بطور وقف متاع یعنے مشترکہ غیر منقسم کی درست نہین اور اسمین امام محمدؒ کے نزدیک متولی کی تفویض شرط نہین اور وقف اولاد اقارب مین ان باتون کا خلاف ہے مگر اس صفت للاہیت وارادہ ثواب آخرت مین یہہ اس سے جدا نہین ہے۔ غرض جو جناب مخاطب نے جتایا ہے کہ وقف امورت مذہبی سے ثواب مقصود ہوتا ہے اور وقف خاندانی سے عزت ونام وریاست کا قیام یہہ محض مغالطہ ہے شرع مین اسکی کوئی اصل نہین ہے۔ ہمارے اس بیان کی تصدیق بر فقہ وحدیث متفق ہے اور تصریحات اکابر فقہا جو الفاظ وقف اقارب و تعریف وسبب وغائتہ مطلق وقف مین انسے مروی ہین اُسکے مصدق ہین۔ آنحضرت کے زمانہ مین حضرت عمر فاروقؓ نے وقف اقارب کیا اسکو صدقہ اور فی سبیل اللہ فرمایا ہے۔ صحیح بخاری مین

عن ابن عمر قال اصاب عمر بخیبر ارضا فاتی النبی صلعم فقال اصبت ارضا لم اصب مالا قط انفس منہ فکیف تامرنی بہ قال ان شئت حبست اصلہا وتصدقت بہا فتصدق عمر انہ لا یباع اصلہا ولا یوہب ولا یورث فی الفقراء والقربی والرقاب وفی سبیل اللہ والضعیف وابن السبیل۔ الحدیث۔

حدیث ہے حضرت عمرؓ نے خیبر مین ایک زمین پائی پہر آنحضرت کے پاس التماس کی یا رسول اللہ مینے خیبر مین ایسی نفیس زمین پائی ہے کہ ایسی کبھی نہین پائی اب اسمین کیا فرماتے ہین آنحضرت نے ارشاد کیا کہ اگر تو چاہے تو اصل زمین بند رہنے دے اور اسکا نفع صدقہ کردے پس حضرت عمرؓ نے اسکو اسطرح پر صدقہ کیا کہ یہہ بیع نہو نہ ہبہ نہ اس مین ارث جاری یہہ فقیرون اور قرابتون اور غلامون کے آزاد کرنے مین اور فی سبیل اللہ اور ضعیفون اور مسافرون مین صدقہ ہے۔

ایسا ہی ابو طلحہ نے اس صدقہ مین کہا تہا جو انہون نے اپنے قرابتون کے لئے مقرر کیا تہا
اسی کتاب مین حدیث ہے کہ جب آیتہ لن تنالو البر نازل ہوئی تو ابو طلحہ نے عرض کیا یا رسول اللہ خدا نے
فرمایا ہے کہ جب تک تم اپنا سب سے پیارا مال خرچ نکرو گی نیکی نپاؤگے اور مجھے سب مالون سے

فی صحیح البخاری باب اذا وقف او اوصی لاقاربہ ومن الاقارب وقال ثابت عن انس قال النبی صلعم لابی طلحۃ اجعلہ لفقراء اقاربک فجعلھا لحسان وابی بن کعب ورواہ بتمامہ فی مواضع من کتابہ منہا ۱۹۷ - ۳۸۶ و ۳۸۹ وغیرہا -

بیرحاء (کنوین اور باغیچہ کا نام ہے) پیارا ہے آپ جہان مناسب دیکہین اسکو صرف کرین یہہ خدا کیلئے صدقہ ہے مین اسکا ثواب اور ذخیرہ خدا کے پاس چاہتا ہون تو آپ نے فرمایا اسکو اپنے قرابتیون مین مقرر کردے تو حضرت ابو طلحہ نے وہ حسان وابی بن کعب مین جو سب قرابتیون سے نزدیکی تہے مقرر کردیا -

حضرت شاہ ولی اللہ نے (جنکو آپ سلسلہ محققین مین داخل کر چکے ہین) حجۃ اللہ البالغہ میز

ومن التبرعات الوقف وکان اہل الجاہلیۃ لا یعرفونہ فاستنبط النبی صلعم لمصالح لا توجد فی سائر الصدقات فان الانسان ربما یصرف فی سبیل اللہ مالا کثیرا ثم یفنی فیحتاج اولئک الفقراء تارۃ اخری ویجی قوم آخرون من الفقراء فیبقون محرومین فلا احسن ولا انفع للعامۃ من ان یکون شئ حبسا للفقراء وابناء السبیل یصرف علیہم منافعہ ویبقی اصلہ علی ملک الوقف وہو قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لعمر ان شئت حبست اصلہا ولا یوہب ولا یورث وتصدق بہا فی الفقراء وفی القربی وفی الرقاب وفی

فرمایا ہے - وقف بہی منجملہ تبرعات ہے - زمانہ جاہلیہ کے لوگ اسکو کچہہ نہ جانتے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو ایسی مصلحتون کی نظر سے نکالا جو اور صدقات مین پائے نہین جاتے - اسلئے کہ انسان کبہی بہت سا مال فی سبیل اللہ صرف کردیتا ہی پہر وہ تمام ہوجاتا ہے اور وہی فقراء جنکو دیا تہا محتاج کے محتاج رہجاتے ہین - اور جو نئے فقیر آتے ہین وہ اس سے بالکل ہی محروم رہتے ہین پس عام لوگونکے لئے اس سے بہتر اور نافع تر کوئی امر نہ تہا - کہ ایک چیز کے اصل کو بند یعنے وقف کر رکہین - اور اسکی نفع وآمدنی کو فقیرون پر صرف کرین اور

وفی سبیل اللہ وابن السبیل والضیف لا جناح علی من ولیها ان یاکل منها بالمعروف ویطعم غیر متمول۔

وہ اصل چیز وقف کنندہ کی ملک سے رہے (چنانچہ ابو حنیفہ رح کا مذہب ہے)

آنحضرت کا قول جو حضرت عمرؓ کو ارشاد ہوا ہے کہ اصل زمین کو بند رکھو اور اسکا نفع خیرات کردے تا آخر (جو صفحہ سابق میں گذرا) یہی وجہ رکھتا ہے۔ روایات فتاوی عالمگیری جو خاص وقف اقارب میں ہیں اور انہی روایات سے آپنے مصنوعی وقف کا جواز نکالا ہے صاف ناطق ہیں کہ وقف اقارب بھی ایک صدقہ ہوتا ہے۔ چنانچہ پہلے اور پانچویں روایت میں لفظ صدقہ صاف موجود ہے اور بقیہ روایات سے جنمیں فقراء کا ذکر ہے صدقہ ہونا مفہوم ہوتا ہے۔ اور اسی قسم کی روایات کو جناب مخاطب نے نقل نہیں کیا اور یہی اس میں مخ [illegible] اور انکا مضمون یہ ہے کہ ایک آدمی نے کہا میری یہہ زمین صدقہ ہے جو میری اولاد کے لئے وقف

رجل قال ارضی ہذہ صدقۃ موقوفۃ علی ولدی کانت الغلۃ لولد صلبہ یستوی فیہ الذکور والاناث واذا جاز ہذا الوقف فما دام یوجد واحد من الولد الصلب کانت الغلۃ لہ فان لم یبق واحد من النسل فالآن تصرف الغلۃ الی الفقراء

(عالمگیری)

ہے تو آمدنی اسکی اسکی صلبی اولاد کے لئے امر د ہو خواہ عورت ہوگی۔ جب یہہ وقف جائز ہوا تو جبتک کوئی اسکی صلبی اولاد سے موجود ہوگا آمدنی اسکی لئے رہیگی اور جب صلبی اولاد سے کوئی نہ رہیگا تو آمدنی فقیروں پر صرف ہوگی لیکن اولاد کی اولاد کو نہی جاویگی۔

اسی قسم کی اور روایات ہیں جنکی نقل کرنے میں طول ہوتا ہے اور اسی فتاوی عالمگیری میں تعریف مطلق وقف اور اسکے الفاظ اور اسکے شروط کو ایسا بیان کیا ہے جنمیں لفظ صدقہ یا اسکے معنے موجود ہیں۔ چنانچہ کہا ہے تعریف وقف ابو حنیفہ رض کے نزدیک یہہ ہے کہ کسی اصل چیز کا واقف کے ملک پر

قال العالمگیریہ اما تعریفہ فہو فی الشرع عند ابی حنیفۃ رض حبس العین علی ملک الواقف والتصدق بالمنفعۃ علی الفقراء او علی وجہ من وجوہ الخیر

بند رکھنا اور اسکا نفع فقراء پر یا اور خیرات کے صورتوں میں صرف کرنا۔ اور امام ابو یوسف رض و امام محمد رض کے نزدیک اسکو بحکم ملک خدا بند رکھنا ہی

وعندہما حبس العین علی حکم ملک اللہ علی وجہ تعود منفعتہ الی العباد
اما رکنہ فالالفاظ الخاصۃ الدالۃ ۔ فصل فی
الالفاظ التی یتم بہا الوقف اذا قال ارضی
ہذہ صدقۃ محرمۃ موبدۃ حال حیاتی و بعد مماتی
او قال ارضی ہذہ صدقۃ موقوفۃ محبوسۃ الخ
واما سببہ فطلب الزلفی انتہی مختصرا ۔

ایسے طور پر کہ اسکا نفع بندوں پہونچے ۔ اور اسکا رکن
وہ الفاظ خاص جو وقف پر دلالت کرتے ہیں (پہر ان
الفاظ کو فصل مستقل میں یوں بیان کیا ہے)
یہہ میری زمین صدقہ ہے ہمیشہ کے لئے وقف کی گئی
اور مثل اسکے اور الفاظ ۔ ختم ۔ ا ھ
اور اسکا سبب یعنے فائدہ و مقصود خدا کا قرب

ایساہی ہدایہ میں تعریف وقف کو بیان کیا ہے ۔ اور اسکے حاشیہ فتح القدیر میں بیان

وسببہ ارادۃ محبوب النفس فی الدنیا ببر الاحیاء
وفی الآخرۃ بالتقرب الی رب الارباب جل وعز
(فتح القدیر)

سبب وقف میں کہا ہے کہ اسکا سبب دنیا میں پیاری چیز کی
منفعۃ زندوں کے لئے چاہنا اور آخرۃ میں خدا تعالے
کا قرب حاصل کرنا ۔

اور فتاوے در مختار میں ہے وقف کے معنے لغت میں بند رکہنا ہے اور شرع میں کسی اصل چیز کا حکم

الوقف ہو لغۃ الحبس شرعا حبس العین علی
حکم ملک الواقف والتصدق بالمنفعۃ ولو فی
الجملۃ والاصح انہ عندہ جائز غیر لازم کالعاریۃ
وعندہما ہو حبسہا علی حکم ملک اللہ تعالے وصرف
منفعتہا علی من احب ولو غنیا فیلزم فلا یجوز
لہ ابطالہ ولا یورث عنہ وعلیہ الفتوی ابن الکمال
وابن الشحنۃ (درمختار)

ملک واقف پر بند رکہنا اور اسکا نفع اگرچہ فی الجملہ (یعنے
کسی وقت اور کسیقدر) ہو خیرات کرنا یہ تعریف امام ابوحنیفہ رح
کے نزدیک ہے انکے نزدیک وقف کرنے سے وقف لازم نہیں ہوجاتا
اور صاحبین کے نزدیک تعریف وقف یہہ ہے کہ اصل
کسی چیز کو جسپر چاہیں (غنی کیوں نہو) خرچ کرنا پہر
وقف لازم ہوجاتا ہے نہ باطل ہوسکتا ہے نہ ارث
میں آسکتا ہے اور اسیپر فتوی ہے یہہ بات ابن کمال اور ابن الشحنہ

اسکے حاشیہ رد المحتار میں وقف کے صدقہ ہونے کو اگرچہ فی الجملہ ہو ترجیح دی ہے اور قول ابن
کمال کو جسمیں وقف اغنیاء کو بلا تصدق وقف قرار دیا گیا ہے رد کیا ہے چنانچہ کہا ہے تصدق فی

قولہ فی الجملۃ فیدخل فیہ الوقف علی نفسہ ثم علی

الجملہ کہنے سے وہ وقف جو وقف کنندہ یا اور اغنیاء

الفقراء وكذا الوقف على الاغنياء ثم الفقراء
لما في النهر عن المحيط لو وقف على الاغنياء وحدهم
لم يجز لانه ليس بقربة اما لو جعل آخره للفقراء
فانه يكون قربة في الجملة انتهى - وبهذا التعميم
صار التعريف جامعا واستغنى عما زاده فيه الكمال
وتبعه ابن الكمال من قوله او صرف منفعتها
الى من احب وقال لان الوقف يصح لمن
يحب من الاغنياء بلا قصد القربة وهو وان
كان لابد في آخره من القربة بشرط التابيد
كالفقراء ومصالح المسجد لكنه يكون وقفا
قبل انقراض الاغنياء بلا تصدق انتهى -
افاده في النهر واجاب في البحر ايضا بانه قد
يقال ان الوقف على الغني تصدق بالمنفعة
لان الصدقة تكون على الاغنياء ايضا وان
كانت مجازا عن الهبة عند بعضهم وصرح في
الذخيرة بان في التصدق على الغني نوع
قربة دون قربة الفقير انتهى - واعترضه
عينه بان هذا النوع من القربة لو كفى في
الوقف لصح الوقف على الاغنياء من غير ان
يجعل آخره للفقراء وقد علمت تصريح المحيط
بانه لا يصح وسياتي قبيل الفصل قلت ويجاب

کے لئے ہو مگر اخیر کو فقیروں کے لئے ہو جاوے
داخل ہو گیا - یہہ شرط (اخیر کو فقرا کے لئے ہو جانے
کی) اسلئے لگائی ہے کہ نہر الفایق مین کتاب
محیط سے منقول ہے کہ اگر کوئی صرف غنیون
کے لئے وقف کرے تو جایز نہین ہے کیونکہ ایسے مین
قربت الہی نہین پائی جاتی لیکن اگر اخیر کو فقیروں کے
لئے کیا جاوے تو وہ فی الجملہ قربت ہو جاتی ہے -
اس کہنے سے تعریف وقف جامع ہو جاتی ہے اور
جو کمال نے اوسکے متابعت سے ابن کمال نے وقف
اغنیا کو وقف مین شامل کرنے کے لئے تعریف وقف
مین یہہ لفظ کہ اسکے نفع کو جسپر چاہے صرف کرے
بڑہا دیا ہے اور اس وقف کے صحیح بنانے کو یہہ کہا
ہے کہ وقف اغنیا کے لئے بلا قصد قربت ہوتا ہے
اور اس وقف مین اگرچہ اخیر کو ہمیشہ کے لئے قربت
کا ہونا ضروری ہے لاکن وہ قبل اختتام غنیوں کے
بدون صدقہ وقف رہتا ہے اسکی کچھہ حاجت نہین
یہہ بات نہر الفایق مین بیان کی ہے اور کتاب
بحر الرائق مین اس (وقف اغنیا) کے صحیح کرنے
کے لئے یہہ کہا ہے کہ غنی پر وقف بھی صدقہ ہے
کیونکہ غنیون کے لئے بھی صدقہ ہوتا ہے اگرچہ
وہ مجازا ہبہ ہے - اور ذخیرہ مین ہے کہ غنی پر

الصحیح ان الوقف تصدق ابتداء وانتہاء اذ لابد من التصریح بالتصدق علی وجہ التابید او بایقوم مقامہ کما یاتی تحقیقہ +
ولکنہ اذا جعل اولہ علی معینین صار کانہ استثنی ذلک من الدفع الی الفقراء کما صرحوا بہ ولذا اذا وقف علی بنیہ ثم علی الفقراء ولم یوجد الا ابن واحد یعطی النصف والنصف الباقی للفقراء لان الباطل من الوقف علی ابن صار للفقراء لان الوقف خرج عن ملک الواقف بقولہ صدقۃ موقوفۃ ابدا فقد ابتداء بالصدقۃ وختمہا بہا کما قالہ الخصاف فعلم انہ صدقۃ ابتداء لا یخرجہ عن ذلک اشتراط لمعین — (رد المحتار)

صدقہ کرنے مین بہی ایک طرحکی قربت ہے اگرچہ وہ قربت صدقہ فقراء سے کم ہو اسپر یہہ اعتراض کیا گیا ہے کہ اگر اسقدر قربت وقف مین کافی ہو تو چاہیئے کہ غنیون کے لئے وقف بدون اس شرط کے کہ وہ اخیر کو فقیرون کے لئے ہوجاوے صحیح ہو حالانکہ محیط کے روایت سے معلوم ہوچکا ہے کہ ایسا وقف جو صرف غنیون کے لئے ہو صحیح نہین ہے پس صحیح جواب (وقف اغنیاء کو شبہ سے) یہی ہے کہ وقف ابتدا اور انتہا مین صدقہ ہے — اسکو صاف طور پہ صدقہ کہا یا ایسے طور پہ جس سے صدقہ ہونا مفہوم ہو ضروری ہے چنانچہ اسکی تحقیق آگے آتی ہے — ولیکن جب اسنے اسکو ابتدا مین خاص لوگون کے لئے مقرر کیا تو گویا اس ابتدائی مصرف کو عطائے فقراء سے مستثنی کردیا —
یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی اپنی اولاد کے لئے پہر فقیرون کے لئے وقف کرے اور بجز ایک بیٹے کے اسکی اولاد نہو تو بیٹے کو نصف ملیگا اور باقی نصف فقیرون کو اسلئے کہ جو اس بیٹے سے جاتا رہا وہ فقیرونکا ہوگیا کیونکہ وقف ملک واقف سے صدقہ موقوفہ کہنے سے نکل گیا — اسلئے کہ اسنے اسکو پہلے بہی صدقہ یعنے لفظ صدقہ بولا اور اخیر کو بہی صدقہ کہا یعنے لفظ وقف بولا (جو فقیرون کے لئے عرفاً مخصوص ہے چنانچہ اسکی تحقیق بہی اسی تحقیق سابق الذکر مین آتی ہو) اس سے ثابت ہوا کہ وقف (اغنیاء پر کیون نہو) ابتدا مین بہی صدقہ ہوتا ہے — اس صدقہ کو بہی اسکا کسی خاص محل (اغنیاء یا اولاد) سے مشروط ہونا اسکو خارج نہین کرتا — یہہ جو ہمنے محیط سے نقل کیا ہے کہ اگر صرف غنیون کے لئے وقف کرے تو صحیح نہین —

+ اس تحقیق کا خلاصہ بعد نقل عبارت عالمگیری کے عنقریب آتا ہے — حاشیہ —

حب تک کہ اسکا اخیر فقیروں کے لئے ہوجانا مقرر نکیا جاوے۔ یہی ہدایہ میں اختیار کیا ہی اور ایسا ہی فتاوی عالمگیری میں (جسپر آپکا اعتماد ہے) بیان کیا ہے۔

قال ولا یتم الوقف عند ابی حنیفۃ رح ومحمد رح حتی یجعل آخرہ بجہتہ لا تنقطع ابدا وقال ابو یوسف رح اذا سمی فیہ جہتہ تنقطع جاز وصار بعدہا للفقراء وان لم یسمہم لہما ان موجب الوقف زوال الملک بدون التملیک۔

**ہدایہ میں ہی**۔ امام ابو حنیفہ رح و امام محمد رح کے نزدیک وقف پورا نہیں ہوتا جب تک کہ اسکا اخیر ایسا نہیں کیا جاتا جو ہمیشہ کو رہے اور منقطع نہو جاوے یعنے فقیروں کو نہ ٹھہرایا جاوے۔ اور امام ابو یوسف رح نے کہا ہے کہ اگر ایسی صورت مقرر ہو جاوے (جیسے اولاد یا اغنیاء کو مقرر کرنا) تو بہی جائز ہو اور بعد منقطع ہونے اس صورت کے وہ وقف فقراء کے لئے خود بخود ہو جائیگا اگرچہ وقف کنندہ نے انکا نام نہیں لیا انکی دلیل یہہ ہی کہ وقف سے مالک کا ملک زائل ہو جاتا اور اخیر کو وقف فقراء کے لئے ہو جانا تو عین موجب و لازمہ وقف ہے پہر اگر اسنے نام نہ لیا تو کیا ہوا۔

**فتاوے عالمگیری میں ہی**۔ امام ابو حنیفہ و امام محمد رح کے نزدیک وقف کی شرطوں میں سے یہہ بہی ہے کہ اسکا اخیر صورت ایسی ہو جو منقطع نہو اگر ایسا کا نام ذکر نکیا تو انکے نزدیک وقف صحیح نہیں ہے۔ امام ابو یوسف کے نزدیک اسکا ذکر کرنا شرط صحت وقف نہیں بلکہ وقف منقطع ہو جانے والی صورت کے ذکر کرنے سے بہی صحیح ہو جاتا ہے پہر وہ وقف بعد منقطع ہو جانے صورت کے خود بخود فقراء کے لئے (یعنی دائمی) ہو جاتا ہے اگرچہ انکا نام نہ لیا ہو۔ یہہ فقراء کا نام دلالۃ سمجھے گئے ثابت ہے۔

وفی العالمگیریۃ ومن شروط الوقف ان یجعل آخرہ لجہتہ لا تنقطع ابدا عند ابی حنیفۃ رح ومحمد رح فان لم یذکر ذلک لم یصح عندہما وعند ابی یوسف رح ذکر ہذا لیس بشرط بل یصح وان سمی جہتہ تنقطع ویکون بعدہا للفقراء وان لم یسمہم لان قصد الواقف ان یکون اخیرہ للفقراء وان لم یسمہم فکان تسمیتہ ہذا الشرط ثابتا دلالۃ۔

ایسا ہی درمختار میں بیان کیا ہی اور اسکی شرح ردالمحتار میں بہت بسط و تفصیل سے تحقیق

اسپر یہی حدثیین **دلیل** ہوسکتی ہین جو ہبہ و صدقہ کے باب مین منقول ہوچکی ہین - اور علاوہ برآن اور آیات و احادیث جو عموماً مسلمانون اور خصوصاً وارثون کو ضرر رسانی سے مانع ہین - نیز اسکی دلایل ہین - اور اسباب مین ایک ایسی حدیث بہی مروی ہے جو خاص وقف مبطل وراثت کو باطل کر رہی ہے -

**دلائل** سابقہ سے وجہ تمسک و استدلال یہہ ہے کہ وقف بہی منجملہ تبرعات و صدقات ہے چنانچہ اسکا ثبوت انہی روایات عالمگیری متمسکہ جناب مخاطب مین موجود ہے - اور اسکا پورا بیان عنقریب بضمن ابطال امر سیوم آتا ہے پس جو حکم تبرع و صدقہ کا احادیث مذکورہ بالا مین پایا جاتا ہے (کہ کل مال صدقہ نکیا جاوے اور نہ اس مین بعض اقربا کو بلاوجہ بعض پر ترجیح دیجاوے) وہ وقف کو بہی شامل ہونا ضرور ہے -

وقف اگر کسی حکم مین (جیسے غنی کے لئے جائز ہونا واقف کا اس سے نفع اوٹھانا) احکام مطلق صدقہ سے مستثنے و مخصوص ہے تو بمقتضائے خارجی و مستقل دلیل کے ہے - ویسی دلیل حکم مذکور مین اسکے مستثنے ہونے پر پائی نہین جاتی -

کسی آیت یا حدیث مین نہین آیا کہ وقف کل یا اکثر جایداد جائز ہے اور اس مین بعض وارثون کو بعض پر بلاوجہ ترجیح دینا مباح ہے پس اسباب مین وقف حکم مطلق صدقہ کا مشمول رہیگا - اور کل یا اکثر مال کا وقف کرنا اور اس مین بعض وارثون کو بعض پر بلاوجہ ترجیح دینا بحکم احادیث مذکورہ بالا کے ناجایز متصور ہوگا -

**او**ر جو آیات و احادیث علاوہ برآن اسباب مین دلایل ہین **از انجملہ** ایک یہہ آیۃ ہے جسمین خداتعالےٰ نے وصیت مین وارثون کو ضرر پہنچانے سے منع کیا ہے - اور ارشاد فرمایا ہے کہ وصیت

من بعد وصیۃ یوصی بہا او دین غیر مضار
نساء ع ۲ -
عن ابی وقاص قال جاء النبی صلعم یعودنی

کرین تو اسمین وارثون کو ضرر نہ پہنچاوین (یعنے کل یا اکثر مال وصیت نہ کردین) بہت کرین تو ثلث سے نہ بڑہین - چنانچہ آنحضرت صلعم نے اسبات کی

وانا بمکۃ وھو یکرہ ان یموت بالارض التی ھاجر منھا فقال یرحم اللہ ابن عفراء قلت یارسول اللہ اوصی بمالی کلہ قال لا قلت فالشطر قال لا قلت فالثلث قال الثلث والثلث کثیر انک ان تدع ورثتک اغنیاء خیر من ان تدعھم عالۃ یتکففون الناس فی ایدیھم الحدیث (صحیح بخاری)

تشریح فرمائی ہے اور سعد بن ابی وقاص کو کل اور نصف مال کی وصیت سے ممانعت فرمائی ہے صحیح بخاری مین بصفحہ ۳۸۳ حدیث ہے کہ آن حضرت صلعم سعد بن ابی وقاص کی عیادت کو تشریف لے گئے تو سعد نے عرض کیا یارسول اللہ بیٹی کے سوا میرا کوئی وارث نہین ہے مین اپنے سبھی مال کی وصیت کردون۔ آنحضرت نے فرمایا نہین پھر انہون نے کہا نصف کردون آنحضرت نے فرمایا نہین انہنے کہا ثلث کردون آپنے فرمایا ہان ثلث سہی پھر فرمایا ثلث بھی بہت ہے یعنے اس سے بھی کم کرنا چاہیے۔ پھر آپنے ارشاد کیا کہ تو وارثون کو غنی چھوڑ جاوے تو اس سے بہتر ہے کہ محتاج چھوڑ جاوے اور وہ لوگون سے مانگتے پھیرین۔

اس **ممانعت** ضرر رسانی کو وصیت سے کچھہ خصوصیت نہین ہے بلکہ جیسی وصیت مین ضرر رسانی ممنوع ہے ویسی ہی وقف مین ممنوع ہے کسی آیت حدیث مین وصیت اور وقف کا تفرقہ ضرر کر جواز و عدم جواز مین نہین آیا۔ اور وقف کے پیرایہ مین ضرر رسانی کا جواز کہین نہین پایا گیا بلکہ اور آیات و حدیث مین (جنکا ذکر عنقریب آتا ہے) عموماً ضرر رسانی کی ممانعت وارد ہے جنسے وقف و وصیت کا اس حکم مین متحد ہونا ثابت ہے۔

پس جو دعوی کرے کہ حکم ممانعت ضرر رسانی جو وصیت مین وارد ہے یہہ وصیت ہی کیساتھہ مخصوص ہے اسپر ایسی دلیل کا جو عموماً ممانعت ضرر سے خاص ضرر بصورت وقف کو مستثنے کرکے حلال کردے پیش کرنا واجب ہے۔

اور ہمارے لئے عدم تفارق وقف و وصیت اس حکم مین اور عموم نصوص ممانعت ضرار مین کافی ووافی ہین ان باتون کے سمجھنے کو تھوڑا سا علم معقول و اصول بکار ہے۔ مگر افسوس ہمارے اکثر مخاطبین اس سے عاری ہین۔

و از انجملہ یہہ حدیث ہی کہ ضرر پہنچانا اسلام مین نہین ہے - اور از انجملہ یہہ حدیث ہی جو حضرت

قال رسول اللہ صلعم لاضرر ولاضرار فی الاسلام - رواہ ابن ماجہ و احمد و البیہقی و الدارقطنی و الطبرانی و عبد الرزاق

عن انس رض قال قال النبی صلعم من قطع میراث وارثہ قطع اللہ میراثہ من الجنۃ یوم القیامۃ

انس سے مروی ہے کہ جو کوئی اپنے وارث کی میراث کو قطع کرے گا اللہ تعالے اوسکی وراثت جنت سے قطع کریگا -

اور جو حدیث خاص کر وقف مبطل وراثت مین وارد ہے سو یہہ ہے جو فتح القدیر شرح ہدایہ مین

حضرت ابن عباس رض سے مروی ہی کہ انہون نے فرمایا مین نے آن حضرت صلعم کو بعد نزول سورہ نساء و احکام

سند الطحاوی فی شرح الآثار عن ابن عباس رض قال سمعت رسول اللہ صلعم بعد ما انزلت سورۃ النساء و انزل فیہا الفرائض نہی عن الحبس - رواہ ابن ابی شیبہ موقوفاً علی علی قال لا حبس عن فرائض اللہ الا ما کان من کراع او سلاح (فتح القدیر)

وراثت کے حبس یعنے فرائض سے روکنے والے وقف سے منع کرتے سُنا ہی یہی تفسیر حضرت علی مرتضی علیہ السلام سے مروی ہی چنانچہ اسی فتح القدیر مین بروایت ابن ابی شیبہ حضرت علی رض سے مروی ہے کہ فرائض سے حبس جائز نہین ہے - بجز گہوڑون یا ہتہیارون کی (یعنے قدر قلیل) کے

انہی آیات و احادیث کی نظر سے علماء نے ایسے وقف کو جسمین وارثون کو ضرر پہنچے اور وراثت کا

فی الدراری المضیۃ و اما لو کان وقف شیئاً مضارۃ کان وقفہ باطلاً فان ذلک مما لم یاذن بہ اللہ سبحانہ بل لم یاذن الا بما کان صدقۃ جاریۃ ینتفع بہا صاحبہا لا بما کان اثماً جاریاً و عقاباً مستمراً و قد نہی اللہ سبحانہ عن الضرار فی کتابہ العزیز عموماً و خصوصاً و نہی النبی صلعم عموماً کحدیث لا ضرر و لا ضرار فی الاسلام و قد تقدم و خصوصاً کما فی ضرار الجار و ضرار الوصیۃ و نحوہا

ابطال ہونا جائز کہا ہے قاضی محمد بن علی شوکانی نے دراری مضیہ نے فرمایا ہے کہ وقف ضرر رسان کا باطل ہونا ہی دلیل سے ہے کہ خدا تعالے نے اس وقف کی اجازت نہین دی خدا نے تو اس وقف کی اجازت دی ہے جو صدقہ جاری رہے نہ وہ ہمیشہ کا گناہ اور دائمی عذاب کا موجب ہو خدا تعالے نے اپنی کتاب مین ضرر سے عام اور خاص دونون طور پر منع فرمایا ہی اور آن حضرت نے بہی عموماً یہہ حدیث فرمائی ہے

کہ اسلام مین ضرر نہین ہے اور خاص طور پر ضرر ہمسایہ اور ضرر وصیت سے بہی منع کیا ہے -

اور اسکے موافق جو ائیمہ مذہب حنفی سے مخالفت وقف مروی ہے وہ کتب فقہ مین موجود ہے اور ہم سے پہلے بعض اکابر علماء صوبہ بہار نے بطور رسالہ† قلم بند کرکے شائع کردیا ہے۔ ہم اُسکا اعادہ نہین کرتے اُسکی تفصیل کو اُسی رسالہ پر حوالہ کرتے ہین۔

**اس بیان یا برہان** سے ثابت ہوا کہ شرع کیطرف سے وقف مین بھی مسلمانون پر ایسی ہی قیدین اور بندشین ہین جیسے ہبہ و صدقہ مین ہین کوئی شخص اسمین شرع کیطرف سے خودمختار و آزاد اور اس بات کا مجاز نہین ہے کہ کل یا اکثر مال وقف کردے اور وارثون کی حق تلفی کرے اس دعوی خودمختاری وقف مین بھی آپنے ویسا ہی دہوکہ دیا ہے جیسے ہبہ مین دیا ہے۔ اور شرع کے روسے ہبہ۔ وقف۔ وصیت۔ و فرائض سبھی پابندی شرع مین یکسان ہین اور مسلمانون کی اموال حالت حیات و حالت ممات مالک مین یکسان احکام شرعی سے وابستہ ہین شرع نے جیسی فرائض اور وصیت مین اُنپر قیدین لگائی ہین ایسی ہی ہبہ اور وقف مین بھی قیدین لگائی ہین۔ اور اموال مسلمین جیسے بعد ممات مالک مورد احکام شرع ہین ویسی حالت حیات مالک مین مورد ہین چنانچہ مخاطب نے جو کچھ اسکے خلاف مین کہا ہے وہ محض مغالطہ ہے جسکی بنا صرف نیچری اصول پر ہے۔

**یہہ ابطال** امر اول کے متعلق اخیر کلام ہے۔ اور یہہ کلام اس انداز سے ہوا ہے کہ اسی مین ابطال امر دوم و سیوم بھی ہو گیا۔ اور کل مقاصد تحریر جناب کا جواب ادا ہوا۔ تاہم بنظر مزید اہتمام و تشدید افحام باقی دو امرونکی ابطال سے بالاستقلال تعرض کیا جاتا ہے۔

**ابطال امر دوم**۔ یہہ کہنا آپکا (کہ تقرر قواعد جانشینی اور تقسیم آمدنی مین مالک جائیداد پر شرع کیطرف سے کوئی قید نہین) ایسا خلاف واقع ہے کہ اگر ہمکو بپاس رتبہ جناب کذب سے

---

† یہہ رسالہ رئیس کبیر جناب منشی محمد امیر صاحب رئیس اعظم عظیم آباد پٹنہ کی فرمائش سے مطبع صبح صادق عظیم آباد پٹنہ مین چھپتا ہے اور وہین سے مل سکتا ہے ۱۲۔

تعبیر نکیا جاوے تو مغالطہ اور خطا سے تو ضرور تعبیر کرنا پڑتا ہے - **یہہ دعوی** نہ آپکے روایات متمسکہ سے ثابت و مفہوم ہوتا ہے نہ اور کہین کتاب و سنت و اقوال علماء امتہ مین اس دعویکا سُراغ ملتا ہے - بلکہ بشہادت کتاب و سنت و فقہ مجتہدین امتہ تقرر قواعد جانشینی و تقسیم آمدنی کے باب مین صاحب جائداد پر کئی قیدین اور بندشین لگ رہین ہین -

**تقسیم آمدنی** کے باب مین جو قیدین شرع مین وارد ہین وہ احادیث مذکورہ بالا سے سمجھی جاتی ہین اُنکے اعادہ کا تفصیل کی حاجت نہین ہے - خلاصہ انکا یہہ ہے کہ اگر کسی وارث کے لئے کچھہ وقف کرے تو بحکم مساوات بروصلہ کی اُسپر لازم و ضرور ہے کہ دوسرے وارث کو بھی بحسب ضرورت یا بلحاظ درجہ قرابت اس مین شریک کرے - یا اسکے لئے اور جائداد چھوڑ جاوے جس سے وہ بحسب فرائض حصہ پاوے - اگر کل جائداد بعض وارثون کے لئے وقف کر جائیگا اور بعض کو اپنے مال سے بالکل بے نصیب کر دیگا تو یقیناً کھلے رستہ جہنم مین جائیگا - اور اپنا حصہ نعیم جنت سے کھو بیٹھے گا -

اس **دعوی پر دلایل** آیۃ و احادیث سابقہ ہین خیا مخاطب انمین غور فرماوین پھر انصاف سے کہین کہ تقسیم آمدنی وقف مین شرع کیطرف سے کوئی قید نہین ہے؟ آپ اسیا بہین کچھہ نفرماوین تو اور ناظرین ہی ہمین داد دین اور انصاف سے کہین کہ صاحب وقف پر تقسیم آمدنی مین واقعی کوئی قید نہین ہے - یا حسب منشاء و مفاد احادیث سابقہ اُنپر کوئی قید ہے؟

**تقرر جانشینی** کے لئے شرع مین کئی قیدین وارد ہین - ازانجملہ چند قیود یہہ ہین -

(۱) - متولی و جانشین مخالف مذہب اسلام (یعنے کافر) نہو -

(۲) - فاسق (شارب الخمر تارک الصلوۃ مثل اسکے) نہو -

(۳) - تولیتہ کا حریص و خواہان نہو جس سے اموال مین ہوائے نفس کے موافق تصرف کرنے کا اندیشہ ہوتا ہے -

(۴) سفیہ و بے وقوف نہو جس سے اموال کو بیجا تصرف سے ضایع کرنیکا خوف ہوتا ہے و قس علی ہذا -

---

حاشیہ

یہہ چار قیدین بطور تمثیل ذکر ہوئی ہین ورنہ اسمین اور قیدین بھی ہین جو حدیث و فقہ مین موجود ہین -

اللہ تعالے قرآن مجید مین کفار کی تولیۃ کو ان عام الفاظ سے باطل کیا ہے کہ خدا تعالے نے

ولن یجعل اللہ للکافرین علی المومنین سبیلا۔ نساء ۱۶ع کافرون کو مومنون پر راہ نہین دی۔ یعنی انکی امامۃ و تولیۃ و شہادت وغیرہ حقوق لازمہ مقرر نہین کردیی۔ کتاب ہدایہ مین (جو حنفی مذہب مین مشہور و معتبر کتاب ہے) اس آیت سے نفی ولایۃ و شہادت کفار پر استدلال کیا ہی اور ولایۃ کافر کو بے اعتبار ٹہرایا ہے۔

ولا ولایۃ لکافر علی مسلم لقولہ تعالی ولن یجعل اللہ للکافرین علی المومنین سبیلا ولہذا لاتقبل شہادتہ علیہ۔ ہدایہ

سفیہہ بیوقوف کی تولیۃ سے ان عام الفاظ سے کے ساتھہ منع فرمایا ہی۔ کہ اپنے مال (جنکو

ولا تؤتوا السفہاء اموالکم التی جعل اللہ لکم قیاما وارزقوہم فیہا واکسوہم وقولوا لہم قولا معروفا۔ خدا نے تمہارے لئے قوام عیش بنایا ہی) بیوقوفون کے سپرد نکرو۔

یہہ آیت اگرچہ یتیمون کے باب مین وارد ہے مگر الفاظ اسکے عام ہین اور اصول مین محقق و مدلل ہوچکا ہے۔ کہ لفظ کی عموم کا اعتبار ہے خصوصیت مورد و محل کا کچھہ اعتبار نہین ہے۔

اور حریص و خواہان تولیہ کو متولی کرنے کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ سے

عن ابی موسی قال دخلت علی النبی صلعم انا و رجلان من بنی عمی فقال یا رسول اللہ امرنا علی بعض ما ولاک اللہ و قال الاخر مثل ذلک فقال رسول اللہ صلعم لا نولی علی ہذا العمل احدا سالہ ولا احدا حرص علیہ رواہ الشیخان۔ وفی روایۃ لہما لانستعمل علی عملنا من ارادہ۔ منع کیا ہے کہ ہم اپنے کسی کام پر اس شخص کو متولی نہین بناتے جو اس تولیہ کا خواہان او حریص ہو (یعنے اسلئے کہ اسکی حرص اسکی خیانت پر باعث ہوگی) یہہ قول آن حضرت صلعم نے ابی موسی اشعری وغیرہ صحابہ کو فرمایا۔ جب انہون نے اعضل اہوال پر متولی ہونا چاہا ہے۔

وعن ابی ہریرۃ قال رسول اللہ صلعم تجدون من خیر الناس اشدہم کراہیۃ لہذا الامر حتی یقع فیہ۔ رواہ البخاری۔ اور ارشاد فرمایا۔ امیری و سرداری کے لئے وہ شخص بہتر ہے جو اس سرداری کو ناپسند کرے یہانتک کہ مجبور ہوکر اسمین جا پڑے۔

وعن خولۃ الانصاریۃ قالت قال رسول صلعم اور ارشاد فرمایا۔ کہ بعض لوگ خدا کے مال مین

ان رجالا يتخوضون في مال الله بغير حق فلهم النار يوم القيمة رواه البخاري۔

عن عمر بن الخطاب انه كان اذا بعث عماله يشترط عليهم ان لا تركبوا برذونا ولا تاكلوا نقيا ولا تلبسوا رقيقا ولا تغلقوا ابوابكم دون حوائج الناس فان فعلتم حلت بكم العقوبة رواه البيهقي في شعب الايمان۔

(جسکے وہ متولی ہوں) ناحق غوطے لگاوینگے (یعنے ناحق صرف کرینگے) انکے لئے آگ ہے۔

اس صرف ناحق کی تفسیر یہہ ہے جو حضرت عمر فاروق سے مروی ہے کہ آپ جب کارداروں کو کسی کام پر بھیجتے تو انپر یہہ شرطیں لگادیتے۔ کہ ترکی گھوڑوں پر سوار نہونا میدہ کی چپاتیاں نہ کہانا باریک باریک لباس (جیسے آجکل کے امرا تنزیب یا برلیٹ وگلشن پہنتے ہیں) نہ پہننا۔ اہل حاجات سے چھپ نہ بیٹھنا جو ایسا کریگا اسپر عذاب نازل ہوگا۔

**یہہ احادیث** اگرچہ باب قضا و امارة میں وارد ہیں مگر تولیۃ وقف بھی اسیکے حکم میں ہے۔ بلکہ اسمیں داخل۔ علاوہ الفاظ ان احادیث کے عام ہیں۔ اُنمیں خصوصیت مورد ومحل کو دخل نہیں ہے۔ شیخ عبدالحق دہلوی حدیث خولہ کی شرح میں فرماتے ہیں حکم یہی تصرفات والیوں اور رعایا کو شامل ہے۔

وهذا يعم تصرف الولاة والرعايا واخذهم اياه على رزقهم ونفقتهم (لمعات)

**ایسا ہی** کتب فقہ مذہب حنفی میں (جنسے آپ اپنا مصنوعی وقف ثابت کرنا چاہتے ہیں) قیود وتولیۃ کو بیان کیا ہے۔ ازانجملہ بطور تمثیل ایک دو کتابوں کی عبارتیں نقل کیجاتی ہیں۔ کتاب **درمختار** میں (جو مشہور کتابوں سے ہے) کہا ہے وقف کو متولی کی تولیۃ سے

وينزع وجوبا لو الواقف (درر) فغيره اولى غير مامون او عاجزا او ظهر به فسق كشرب خمر ونحوه (فتح) او كان يصرف ماله في الكيميا (نهر بحثا) وان شرط عدم نزعه (درمختار)

اگرچہ خود وقف کنندہ متولی ہو چہ جائے کہ سوا اسکی کوئی دوسرا شخص ہو (چنانچہ درر میں ہے) وجوبًا نکال لیا جاویگا اگر وہ امین نہو یا اسکے قیام حقوق سے عاجز ہو یا اسکا فسق ظاہر ہو جیسے شراب پینا یا مثل اسکے (جیسا کہ فتح القدیر میں ہے) یا اپنے مال کو کیمیا میں صرف کیا ہو (چنانچہ نہر الفائق میں بطور بحث بیان کیا ہے) اگرچہ اس شخص کے ہاتھ سے نہ نکالنا وقف کا پہلے مشروط ہو چکا ہو۔

یعنے اس شرط کا بھی لحاظ نہوگا اور وقف ضرور نکال لیا جاویگا۔
اسکے حاشیہ درمختار مین ہے کہ بحرالرائق مین کہا ہے کہ اس مسئلہ سے ثابت ہوتا ہے کہ قاضی کو

قولہ۔ لو الواقف اے کان متولی ہو الواقف قولہ فغیرہ اولی قال فی البحر واستفید منہ ان للقاضی عزل المتولی لو لہ غیر مامون) قال فی الاسعاف ولا یولی الا امین قادر بنفسہ او بنایبہ لان الولایۃ مقیدۃ بشرط النظر لیس من النظر تولیۃ الخاین لانہ یخل بالمقصود وکذا تولیۃ العاجز لان المقصود لا یحصل بہ (درمختار)

اس متولی کا معزول کرنا جو وقف کنندہ کے سوا ہو بطریق اولی پہنچتا ہے۔ اور اسعاف مین کہا ہے کہ متولی نکیا جاوے مگر ایسا شخص جو امانت دار ہو اور وقف کی خبرگیری پر بذات خود یا بذریعہ نایب قادر ہو یہہ اسلئے کہ ولایۃ مین محافظت شرط ہی اور خاین کو متولی کرنا محافظت مین خلل ڈالنا ہے بلکہ مقصود مین خلل انداز ہے۔ ایسا ہی عاجز کو متولی کرنا اس سے بھی مقصود حاصل نہین ہوتا۔

**ان آیات** قرآنیہ و احادیث نبویہ و روایات فقہیہ کو بھی جناب مخاطب جس سے ملاحظہ مین لاوین پھر داد انصاف دیکر فرماوین کہ جائے نشین و متولی کی تقرر مین شرع کیطرف سے کوئی قید نہین ہے؟ اور آیات و احادیث و روایات مذکورہ بالا جنمین قیود اربعہ مذکور ہین آپکے نزدیک داخل شریعت نہین ہین؟ آپ اس مین کچھ نہ کہین تو اور ہی ناظرین داد دین۔ اور آپکے اس دلیرانہ دعوی کا کہ (جائے نشین مین شرع کیطرف سے مسلمانون پر کوئی قید نہین ہے۔) میزان علم و فہم سے موازنہ کرین۔

**یہہ دلیرانہ دعوی** جناب اس غرض سے ہے کہ احکام شریعت نیست و نابود ہو جاوین اور بجائے اسکے قوانین مجوزہ جناب شریعت قرار پاوین۔ یہہ دعوی آپ نکرتے تو جو قواعد جانشینی آپنے اس قانون مین تجویز کئے ہین (مثلاً موافق آئین سلاطین بڑا بیٹا ہے (خواہ وہ فاسق تارک الصلوۃ شراب خوار ہو) جائے نشین کیا جاوے۔ یا جو قواعد پرورش رشتہ داران مین بدست آویز ایکٹ (۱) ۱۸۶۹ء مجوزہ گورنمنٹ انگریزی آپنے واجب العمل ٹھہرائی ہین

کیا ہے کہ وقف مقید و مخصوص باغنیار و اولاد و اقارب باطل ہے - ایسا وقف تب ہی صحیح و جائز ہو سکتا ہے کہ اسمین لفظ صدقہ لگایا جاوے یا اسمین فقرار کو بھی شامل کیا جاوے جس سے اسکا دوامی و غیر منقطع ہونا ثابت ہو - چنانچہ فرمایا ہے کہ اسعاف مین کہا ہے کہ جب وقف کنندہ کہے کہ میری یہہ

قال فی الاسعاف لو قال وقفت ارضی ہذہ علے ولد زید و ذکر جماعۃ باعیانہم لم یصح عند ابی یوسف ایضاً لان تعیین الموقوف علیہ یمنع ارادۃ غیرہ بخلاف ما اذا لم یعین لحجلہ ایاہ علے الفقراء - الا تری انہ فرق بین قولہ موقوفۃ و بین قولہ موقوفۃ علے ولدی فصح الاول دون الثانی لان مطلق قولہ موقوفۃ یصرف الی الفقراء عرفاً فاذا ذکر الولد صار مقیداً - فلا یبقی العرف فظہر بہذا ان الخلاف بینہما فی اشتراط ذکر التابید و عدمہ انما ہو فی التنصیص علیہ او علے ما یقوم مقامہ کالفقراء و نحوہم - و اما التابید معنی فشرط اتفاقاً علے الصحیح و قد نص علیہ محققو المشایخ انتہی -

قلت و مقتضاہ ان المقید باطل اتفاقاً لاکن ذکر فی البزازیۃ ان عن ابی یوسف فی التابید روایتین الاولے انہ غیر شرط

زمین اولاد زید کے لئے وقف ہے اور ایک جماعت خاص کا ذکر کرے تو یہہ وقف ابو یوسف کے نزدیک بھی صحیح نہین ہے اسلئے کہ اون لوگون کا مقرر کردینا دوسرونکی مراد ہونے سے روکتا ہے بخلاف اس صورت کے کہ کسی شخص کو مقرر نکرے اس صورت مین اسنے وقف کو گویا فقیرونکے لئے کردیا تجہے معلوم نہین کہ وقف کہنے اور فلانے کے لئے وقف کہنے مین فرق ہے - بصورت اولی وقف صحیح ہے نہ بصورت ثانی اسلئے کہ بلا قید وقف کہنے سے تو وہ بحکم عرف فقیرونکی طرف راجع ہوگا ہی اور جب اسنے وقف مین اولاد کا ذکر کردیا تو فقیرونکا موقع باقی نرہا اس سے ظاہر ہوا کہ صاحبین کا اختلاف لفظ دوام (یا جو اسکے قائم مقام ہو) کی زبان سے بولنے میں ہے معنون مین دوام کا مراد ہونا سبکے نزدیک شرط ہے چنانچہ محققون نے کہا ہے - مین کہتا ہون (مؤلف رد المحتار کا قول ہے) اس سے یہہ پایا جاتا ہے کہ جو وقف خاص اغنیار یا اولاد سے مقید ہو وہ بالاتفاق باطل ہے - لیکن بزازیہ مین ہے کہ امام ابو یوسف سے دو روایتین ہین پہلی یہہ ہے کہ دوامی کہنا شرط نہین ہے -

حتى لو قال وقفت على اولادي ولم يزد
جاز الوقف واذا انقرضوا عاد الى ملكه لو حيا
والا على ملك الورثة - والثانية انه شرط
لكن ذكره بغير شرط حتى تصرف الغلة بعد
الاولاد الى الفقراء ومقتضاه انه على الرواية
الاولى يصح كل من الوقف والتقييد وعلى الثانية
يصح الوقف ويبطل التقييد لكن ذكر في البزازية
ظاهر المجتبى والخلاصة ان الروايتين عندهما
اذا ذكر لفظ الصدقة اما اذا ذكر لفظ الوقف
فقط لا يجوز اتفاقا اذا كان الموقوف
عليه معينا انتهى - قلت ويشهد له ما في الذخيرة
لو قال ارضي هذه صدقة موقوفة فهي وقف
بلا خلاف اذ لم يعين انسانا فلو عين وذكر
مع لفظ الوقف لفظ صدقة بان قال صدقة موقوفة
على فلان جاز ويصرف بعده الى الفقراء -
ثم نقل تاييده عن الهداية والخانية والقدوري
والملتقى - والنقاية وغيرها من المعتبرات -
ثم قال والحاصل انه لا خلاف عندهما في
صحة الوقف مع عدم تعيين الموقوف عليه
اذا ذكر لفظ التابيد او ما في معناه كالفقراء
وكلفظ صدقة موقوفة وكموقوفة لله تعالى

یعنی کہ اگر صرف اتنا ہی کہے کہ میں نے اولاد کے لئے وقف کیا
اور اس سے کچھ زیادہ نہ کہے تو وقف صحیح ہے -
پھر جب وہ اولاد مر جائے تو وہ وقف ملک واقف میں
آجاتا ہے اگر خود زندہ ہو یا اسکے وارثوں کو ملجاتا ہے
دوسری روایت یہ ہے کہ دوامی ہونا شرط ہے پر اسکا ذکر کرنا
شرط نہیں ہے اسلئے وہ غلہ بعد تمام ہو جانے اولاد کے
فقیروں کیطرف مصروف ہوگا - اسکا مقتضا
یہ ہے کہ پہلی روایت کے وقت وقف و قید منافی
دونوں صحیح ہیں اور دوسری روایت پر وقف صحیح
اور قید باطل ہے - لیکن بحر الرائق میں اس روایت
بزازیہ کی تاویل میں کہا ہے کہ مجتبی اور خلاصہ کے ظاہر
الفاظ سے یہہ مفہوم ہوتا ہے کہ یہہ دونوں روایتیں اس
صورت میں ہیں کہ لفظ وقف کے ساتھ لفظ صدقہ کا بھی
ذکر کرے تو بصورت تقرری مصرف کے وقف جایز ہوگا - لیکن اگر فقط
لفظ وقف بدون لفظ صدقہ کہے تو بالاتفاق وقف جایز نہوگا - نیز
صاحب بحر نے شاہد ہے جو ذخیرہ میں کہا ہے کہ اگر کوئی کہے
کہ میری زمین صدقہ ہے وقف کیا ہوا تو یہہ بلا خلاف
وقف ہے اگر کسی آدمی کو اسکے لئے مقرر نکرے اور اگر
کسی آدمی کو خاص کرے اور ساتھ وقف کے لفظ
صدقہ بھی ذکر کرے اور یوں کہے کہ یہہ صدقہ ہے فلانے
شخص پر وقف کیا ہوا تو بھی جایز ہے -

[illegible]

وکمو قوفة علی وجوه البر لانه عبارة عن الصدقة
وانه لاخلاف فی بطلانه لو اقتصر علی لفظ موقوفة
مع تعیین کموقوفة علی زید خلافاً لما فی البزازیة
وانما الخلاف بینهما لو اقتصر بلا تعیین او صرح
التعیین کصدقة موقوفة علی فلان فعند ابی
یوسف یصح ثم یعود الی الفقراء وهو المعتمد
وقیل یعود الی المالک والمراد بالمعین
ما یحتمل الانقطاع کاولاد زید او فقراء قرابة
فلان وهم یحصون۔
فاغتنم تحریر هذا المحل فانک لا تجده فی غیر
هذا الکتاب والحمد لله تعالی ملهم الصواب
انتهی ما فی رد المحتار مختصراً۔

اور اس شخص کے بعد وہ فقیروں کے لئے ہی ہے پھر صاحب رد المحتار
نے اسکی تائید ہدایہ۔ خانیہ۔ قدوری۔ ملتقی۔ نقایہ
وغیرہ معتبرات حنفیہ سے نقل کی ہے۔ پھر کہا ہے
حاصل یہہ ہے کہ اگر وقف میں کسی شخص کو مصرف
مقرر نکرے اور لفظ دوام یا جو اسکے معنی میں ہو
جیسے لفظ فقراء یا لفظ صدقہ موقوفہ یا لفظ وقف
شدہ بہر خدا۔ یا لفظ وقف شدہ بصو خیرات ذکر
کرے تو اس وقف کے جائز ہونے میں صاحبین کا اختلاف
نہیں ہے اور اگر صرف لفظ وقف (بلا صدقہ) کہے پھر
اسکو کسی خاص شخص سے مخصوص معین کر دے تو اسکی
عدم جواز میں انکا اختلاف نہیں +۔ یہہ بات بزازیہ
کے مخالف ہے اختلاف صاحبین کا انہی صورتوں میں
ہے کہ صرف لفظ وقف (بلا صدقہ) بلا تعیین مصرف کہے یا لفظ وقف کے ساتھ لفظ صدقہ بھی ملا دے
اور مصرف کو بھی معین کر دے ابو یوسف کے نزدیک یہہ وقف صحیح ہوگا پھر بعد اختتام ان اشخاص معینہ
کے وہ فقراء کے لئے ہو جائیگا اور اسی بات پر اعتماد ہے اور بعض کہتے ہیں وہ بعد انقراض ان اشخاص کے مالک
کیطرف رجوع کریگا۔ اور مصرف معین سے وہ محل مراد ہے کہ جو منقطع ہو جانیکا محتمل ہو۔
جیسے زید کی اولاد یا کسی شخص کے قرابتی فقیر جو شمار کئے جا سکتے ہوں۔ اس تحریر کو غنیمت سمجھ لے اسکو بغیر اس کتاب کے
اور کہیں نہ پائیگا۔ رد المحتار کا مضمون باختصار تمام ہوا۔ اسمیں کیسا تفصیل سے وقف میں شرط دوام کا ضروری
ہونا اور وقف مخصوص بالاغنیاء (جسکو صدقہ نکہا ہو) باطل ہونا۔ اور علی الاوسع اقسام صحیح وقف کا صدقہ ہونا
بیان کیا ہے ناظرین پر مخفی نہیں ہے۔

+ اس روایت بزازیہ کی تاویل صاحب بحر سے بھی منقول ہو چکی ہے جس سے یہہ خلاف مرتفع ہو سکتا ہے ۱۲۔ حاشیہ۔

اور طرفہ یہہ کہ دوامی و غیر منقطع ہونا وقف کا (جو اسکے صدقہ ہونے اور فقیروں کے لئے ہوجانے کا مرادف و مستلزم ہے) جناب مخاطب اپنی تحریر کے صفحہ۱۶ مین لائے ہین اور اسیکو مذہب ٹہرائی ہین مگر معلوم نہین کہ حضرت اسکے معنے کیا سمجھے ہین - کہ باوجودیکہ یہہ وقف مصنوعی جناب کو جو غنیا کے لئے مخصوص مقرر ہے باطل کر رہا ہے معرض احتجاج مین لائے ہین - معلوم ہوتا ہے حضرت اسکے معنے نہین سمجھے بن سوچے سمجھے اس سے دست آویز کئے ہین -

اور ایک بڑی بہاری دلیل اس وقف کے صدقہ ہونے پر (جو اپنے لئے وقف کرے) یہہ ہے کہ

قال اذا جعل الوقف غلة الوقف لنفسه او جعل الولاية اليه جاز عند ابی یوسف رح - ولا یجوز علی قیاس قول محمد رح وہو قول ہلال الرازی وبہ قال الشافعی رح وجہ قول محمد رح ان الوقف تبرع علی وجہ التملیک بالطریق الذی قدمناہ فاشتراط البعض او الکل لنفسہ یبطلہ لان التملیک من نفسہ لا یتحقق فصار کالصدقۃ المنفذۃ وشرط بعض بقعۃ المسجد لنفسہ ولابی یوسف رح ماروی ان النبی کان یاکل من صدقتہ والمراد بہا صدقۃ الموقوفۃ ولا یحل الا بالشرط فدل علی صحتہ ولان الوقف ازالۃ الملک الی اللہ تعالی علی وجہ القربۃ علی ما بیناہ فاذا شرط البعض او الکل لنفسہ فقد جعل ما صار مملوکا للہ تعالی لنفسہ لا انہ یجعل ملک نفسہ لنفسہ وہذا جائز کما اذا بنی خانا او سقایۃ او جعل ارضہ مقبرۃ وشرط ان ینزلہ او یشرب منہ او یدفن فیہ ولان المقصود القربۃ وفی التصرف الی نفسہ ذلک قال علیہ السلام نفقۃ الرجل علی نفسہ صدقۃ الخ (ہدایہ مختصراً)

امام محمد رح اور امام شافعی رح کے نزدیک آمدنی وقف کے وقف کنندہ کے لئے مقرر ہونا ناجایز ہے وہ فرماتے ہین کہ آمدنی وقف صدقہ ہوتا ہے پہر اس آمدنی کا اپنے ہی نفس کے لئے مقرر کرلینا کب جایز و مناسب ہے - امام ابو یوسف رح جو جواز کے قایل ہین اسکو صدقہ مانکر جواب دیتے ہین کہ اپنا نفس بہی تو صدقہ کا محل ہوسکتا ہے چنانچہ آنحضرت صلعم نے اپنے صدقہ یعنے وقف کئے ہوئے مال سے خود کہایا ہے اور آنحضرت صلعم نے یہہ بہی فرمادیا کہ آدمی کا اپنی جان پر خرچ کرنا بہی صدقہ ہے - اور نیز جب مال وقف خدا کا ہوگیا تو یہہ شخص اب خدا کے مال سے کہاتا ہے اپنے مال سے نہین کہاتا - یہہ بحث و اختلاف ہدایہ و فتح القدیر مین مفصل و مدلل مذکور ہے یہہ اسکا خلاصہ مطلب بیان کیا ہے -

**بالجملہ** احادیث نبویہ و تصریحات و روایات فقہیہ سے (جو خاص وقف اولاد و اقارب اور تعریف و بیان سبب و شروط مطلق وقف مین وارد ہین) اچھی طرح بلاریب و خفا ثابت ہے کہ للّٰہیت و صدقہ ہونا حقیقت وقف مین (اغنیاء و اولاد و نفس وقف کنندہ پر کیون نہو) داخل ہے - اور وقف کا کوئی قسم یا فرد ایسا نہین ہے - جسمین یہہ وصف صدقہ و خیرات ہونے کی متحقق نہین ہے اور جو قسم وقف کوئی ایسا تجویز کرے جسمین صدقہ ہونا نہ پایا جاوے (جیسی صرف غنیون کے لئے وقف جو ہمیشہ انہی مین رہے) وہ جاے نام وقف ہو جسکا ماخذ وہمی بجز ذہن و زبان قایل اور کوئی نہین ہے - شریعت حقہ مصطفویہ مین ایسے وقف کو وقف نہین کہا جاتا ہے - یہہ ہماری **دعوی دوم** کا ثبوت ہے جس سے جزء دوم دعوی جناب کا (کہ وقف نہہی خیراتی اور ہے اور وقف خاندانی و ریاستی اور ہے) ابطال ہوا - **اب دعوی اول کا ثبوت** دیا جاتا ہے جس سے جزء اول دعوی جناب کا (کہ جو وقف مبنی تجویز کیا ہے یہہ وہی وقف ہے جسکا فتاوے عالمگیری مین ذکر ہے) ابطال مد نظر ہے - اور یہی **امر** کل مباحث رسالے سے مقصود و مطلوب ہے گویا یہہ امر جملہ مقاصد و مطالب اس تحریر کا نتیجہ و غایت ہے - لیکن اسکا بیان ایک مقدمہ کی تمہید پر موقوف ہے **وہ مقدمہ** یہہ ہے کہ شرعی و عقلی و نیچری اصول سے ثابت ہے کہ جب کسی چیز کی ذاتیات و لوازم ہون تو وہ بدون تحقق ان ذاتیات و لوازم کے متحقق نہین ہوتی - اور جب کسی چیز کے لئے کوئی شرط ہو تو وہ بدون تحقق اس شرط کے پائی نہین جاتی - لیکن جہان کسی چیز کی ذاتیات و لوازم و شروط کا تحقق نہو گا وہان اس چیز کا تحقق بھی مسلم نہو گا -

**شرعی تمثیلات** - نکاح تب ہی متحقق ہوگا جبکہ ایجاب و قبول غیر موقت بزمان پایا جائیگا اور اس نکاح سے زوجیت وارث و نسل کا ثبوت ہوگا -

جس نکاح مین ایجاب و قبول غیر موقت نہوپا باوجود نکاح جورو جورو نہ بنے اور اسکی اولاد اولاد شوہر نہ سمجھی جائے تو وہ نکاح نہین ہے سفاح ہے -

(۲) نماز بدون طہارت بدن و استقبال قبلہ بلا عذر شرعاً ممکن الوجود نہین ہے اور جس نماز

مین ان شروط کا تحقق نہین وہ نماز نہین ہے۔

**عقلی تمثیلات**۔ کسی شخص کو انسان تب ہی کہا جاویگا جبکہ اسمین نطق و قابلیت علم کا تحقق ہوگا اور جس مضغہ گوشت مین نطق و قابلیت علم کا تحقق نہوگا وہ انسان نہ کہا جائیگا۔

(۲) دن کو اسیوقت موجود کہا جاویگا جب آفتاب نکلا ہوگا۔ اور جب تک آفتاب زیر زمین ہوگا دن کا موجود ہونا ہرگز تجویز نکیا جاویگا۔

**نیچری تمثیلات**۔ آگ اسی چمکدار جسم کو کہینگے جسمین حرارت خود جلانا مشاہدہ کرینگے۔ کرم شب تاب (یعنے برسات کی کیڑیکو جو رات کو آگ کیطرح چمکتا ہی) ہرگز آگ نہ کہینگے۔

(۲) مفرق بصر وہی جسم ہوگا جو سفید رنگ ہوگا۔ سیاہ رنگ ہرگز مفرق بصر نہ کہا جائیگا۔

جب یہہ مقدمہ ممہد ہوچکا تو اثبات مدعا عمل مین آتا ہے۔ پس واضح ہو کہ وقف مجوزہ مخترعہ جناب کئی وجہ سے وہ وقف نہین ہے جسکا ذکر فتاوی عالمگیری یا اور کتب شریعت مین ہے۔

**وجہ اول** یہہ کہ سرے سے اس وقف مصنوعی مین للاہیت و نیت ثواب نہین ہے صرف حفظ عزت و نام و ریاست و خاندان کا قیام مدنظر ہے اور نیت ثواب و للاہیت کا ہونا وقف شرعی کی حقیقت مین داخل ہے یا اسکو لازم ہے پس یہہ وقف مصنوعی وقف شرعی کیونکر ہوسکتا ہے۔ اب اگر یہہ بات بتائی جاوے کہ عزت و نام و ریاست و خاندان کا قیام بھی خدا ہی کے واسطے ہے اور اسمین بھی للاہیت مدنظر ہے تو جواب اسکا یہہ کہ ایسی للاہیت جسکا مدار اپنی ہی ریاست رہے وقف کے لیے کافی نہین ہے۔ چنانچہ محیط و ہدایہ و عالمگیری وغیرہ سے اسکا ثبوت گذر چکا۔ علاوہ اسکے یہہ بھی سوچنا لازم ہے اگر یہی امر دل مین تھا تو اُس وقف مصنوعی کو وقف مساجد وغیرہ مذہبی امور سے جدا کیون کیا اور اس وقف کا بڑے ثواب آخروی ہونا اور اس وقف کا مقابلہ جسکے صرف حفظ ریاست دنیاوی کے لئے ہونا کیون جتایا گیا۔ جس منہ سے وہ بات نکل چکی ہے اس سے یہہ بات بنائی نہین جاتی ہے ؎ آن قطرہ باران رسید۔

**وجہ دوم**۔ فرض کیا کہ اس وقف مصنوعی مین للاہیت مدنظر ہے پھر بھی یہہ وقف وقف شرعی

نہین ہوسکتا ہے اسلئے کہ وقف شرعی کے لئے صدقہ ہونا ضروری ہے - کیونکہ یہہ امر اسکی حقیقت مین داخل یا اسکو لازم ہی چنانچہ اسکا ثبوت کا مل عنقریب گذرا ہے - اور یہ وقف مصنوعی ابتداءً و انتہاءً صدقہ نہین ہے - یہہ پہلے تو اغنیاء اولاد و اقربا کے لئے مخصوص ہے پہر اخیر کو (جب اقربا نہ ہین) گورنمنٹ کے لئے ہے جو اسوقت شاہنشاہ کہلاتی ہے - اور اگر گورنمنٹ کو صرف متولی قرار دیا جاوے تو پہر مدرسۃ العلوم علیگڈہ اور امثال ذلک کے لئے ہے جنکو فقیری سے برلے درجہ کا تضاد و تباین ہے - فقیرون تک تو اسکی رسائی کسی زمانہ مین بہی متصور نہین ہے اسلئے یہہ صدقہ نہین✝ یہان بہی اگر یہ بات بناؤگے کہ اغنیا بہی تو محل صدقہ ہین تو وہی جواب پاؤگے جو محیط و عالمگیری و ہدایہ سے منقول ہوا کہ صرف اغنیا کے لئے صدقہ ہونا صحت کے لئے کافی نہین ہے -

**وجہ سیوم** - یہہ بہی فرض کیا کہ اس وقف مصنوعی مین صدقہ ہونا (جو وقف شرعی کے لئے ضروری ہی) پایا جاتا ہے پہر بہی یہہ وقف وقف شرعی نہین ہوسکتا ہی اسلئے کہ وقف شرعی کولئے صدقہ ہونے کے سوا علاوہ متحقق نہین ہین پہر بدون تحقق اون شروط و لوازم کے اس وقف مصنوعی کا وقف شرعی ہونا کیونکہ متصور ہے ان شروط و لوازم کو معہ بیان وجہ تخلف نمبروار بیان کیا جاتا ہے -

(۱) وقف مین شرط ہے کہ کل یا اکثر مال کو وقف نکیا جاوے اور اس سے ابطال فرائض و ارث لازم نہ آوے چنانچہ بضمن ابطال امر اول اسکا کافی ثبوت گذر چکا ہے اور اس وقف مین کل مال کا وقف تجویز کیا گیا ہے جس سے یقیناً وراثت و فرائض کا ابطال متصور ہے -

(۲) جو آپ وقف کے لئے شرط ہے کہ وقف مین کسی وارث کا حرمان و ضرر نہ پایا جاوے اور اس وقف مین ارث و فرائض سے تو سبہی وارثون کا ضرر ہورہا ہی - چنانچہ شرط اول کے ضمن مین بیان ہوا اور منافع وقف سے خاصکر اُن وارثون کا حرمان و ضرر پایا جاتا ہے جنکو آپ نے مصارف وقف سے خارج کردیا -

وقف تو آپنے کل مال کا تجویز کیا ہے - اور منافع و آمدنی وقف مین سبہی حق دارونکے

✝ لفظاً اسکو صدقہ کہا گیا ہی اور نہ معنےً یہہ صدقہ ہوسکتا ہی کیونکہ اغنیا سے مخصوص ہے - با اینہمہ حکم گورنمنٹ اسکی موافق مدار ... کیا جاتا ہی اسلئے اسکا تبدل و تغیر تا قیام سلطنت انگلشیہ نا ممکن ہے - لہذا اسمین بہی گنجائش نہین اسکی قید لو لغو سمجہکر بعد انقراض اغنیا ...

دختری ابتیون کو شریک نہیں ٹھہرایا بلکہ دفعہ ۲۹ مین اس قانون کے (جو صفحہ ۳۲ مین منقول ہو چکی ہے) صاف فرمادیا ہے کہ اُس وقف کی آمدنی سے پرورش و مواجب پانے کا وہ مستحق ہوگا جو بروز وفات جائے نشین متوفی کے ساتھہ اسکی سکونت اور خور و نوش رکھتا ہو اور بدین شرط کہ یہہ رشتہ دار اور کوئی کافی ذریعہ پرورش کا نرکھتا ہو اور نہ رکھنے والا ہو۔ اور یہہ عین تصریح ہے کہ اگر مثلاً صلبی بیٹا متوفی کا خود صاحب جایداد ہو اور باپ سے علیحدہ و منتقل طور پر بود و باش رکہتا ہو۔ یا وہ کسے دوسرے کا متبنی یا داماد بن گیا ہو اور وہ بحکم قانون انگریزی یا رواج قومی کے دوسری جگہہ سے پرورش پانیکا امیدوار ہو تو وہ اس جایداد پدری کے منافع سے محروم ہوگا۔ اور یہہ صاف ضرر و حرمان ہے جو شرط دوم کے برخلاف ہے

(۳) وقف کے لئے ضرور ہے کہ اسمین کوئی شرط یا قید برخلاف شریعت نہو۔ آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص ایسی شرط کرے جو کتاب الله مین پائی نجاوے (یعنی اسکی اجازت و اباحت قرآن سے معلوم نہو) تو وہ شرط اسکے لئے نہین ہے اگرچہ سو دفعہ شرط کرے یہہ ارشاد آپکا بریرہ کے شان مین وارد ہے پر حکم اور الفاظ اسکے عام ہین جو ہر معاملہ اسلامی کی شرط پر محیط ہین۔

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من اشترط شرطاً لیس فی کتاب الله فلیس له ذلک وان اشترط مائة مرة - قاله فی شان بریرة حین اشترط اهلها ولاءها لهم اخرجه البخاری عن عائشه رضه -

اور فتح القدیر حاشیہ ہدایہ مین خاص وقف کے باب مین کہا ہے کہ شرائط وقف تب معتبر رہ سکتے ہین جب کہ شریعت کے خلاف نہون اور ایسا ہی رد المحتار مین ہے۔

شرائط الوقف معتبرة اذا لم تخالف الشرع - فتح القدیر - وهکذا فی رد المحتار -

اور اس مصنوعی وقف مین ایسی شرطین اور قیدین قواعد جانشینی مین لگائی گئی ہین جو شریعت کے بالکل برخلاف ہین شریعت نے تو اسلام و عدالت امانت و رشد کو شرائط ٹھہرایا ہے چنانچہ ثبوت اسکا بضمن ابطال امر دوم گذرا ہے۔ اور اس وقف کے قواعد جانشینی مین کلان سالی۔ قریب تر ہونا۔ نقدم نکاح۔ وصف ذکوریت۔ و سلطنت و ریاست کو ملحوظ فرمایا ہے۔ دیکھو دفعہ ۲۷۔ اور اسکی تفصیل قاعدہ

+ بیٹے کا ذکر بطور تمثیل ہوا۔ ایسے ہی وہ بیٹی (جسکا نکاح ہو گیا ہو۔ اور اسکا کفیل خاوند ہو) بحکم اس دفعہ کے محروم ہے۔ دفتر علے ہذا

قاعدہ ۲ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ -

آپکے شروط و قواعد کا یہہ حکم و مفاد ہے کہ بڑا بیٹا (خواہ کافر - فاسق - خاین - بے وقوف ہو) وہی مستحق جانشینی ہے اور شریعت اس شرط کی مبطل ہے اور اس ہیٹھ مین اسلام وعدالت وامانت ورشد کو شرط ٹہراتی ہے -

ایسے ہی بقیہ ان اشخاص مین جنکو آپنے صرف کبر السن یا کبر السن کے اولاد ہونے یا ذکور یا بواسطہ ذکور منتسب ہونے یا پہلے نکاح مین آ جانے سے ترجیح دی ہے) شریعت محمدیہ امور اربعہ مذکورہ کو شرط ٹہراتی ہے - اور آپکے قواعد و شروط اون سب کو اُن شروط سے آزادی دیتے ہین - اور شرط اسلام کو تو آپنے صاف اور کہلے طور پر اوڑا دیا جبکہ گیارہوین قاعدے مین اس وقف کو گورنمنٹ انگلشیہ کے جو اہل اسلام نہین ہے سپرد کردیا - گورنمنٹ بحیثیت سلطنت و ریاست تو جملہ اموال رعایا کی مالک ہے - بلکہ جو کچھہ کسیکے ملک و تصرف مین ہے یہہ سب بحیثیت سلطنت گورنمنٹ ہی کا ہے - گورنمنٹ جسکو چاہے از خود کسی تعلق و ملک کا رئیس بنادے جسکو چاہے اسکی سابق ریاست سے برطرف کردے اسپر رعایا کیطرف سے بحیثیت رعایا ہونے کی کوئی اعتراض کا محل نہین ہے - مگر از روی شریعت و مذہب گورنمنٹ کو اہل اسلام کی مذہبی امور (جیسے نکاح امامت جمعہ و اعیاد و اوقاف مین استحقاق ولایت نہین ہے -

اور یہہ بات ایسی صحیح ہے کہ خود گورنمنٹ کے نزدیک اسکی صحت مسلم ہے - اور گورنمنٹ کا آجتک اسپر عمل ہے - (اسوقت انڈاین بہادر چہوڑ ادین تو تعجب نہین) - یہی وجہ ہے کہ گورنمنٹ نے ہماری مساجد کے تولیۃ کو اپنے اختیار مین نہین رکہا کبہی کسے لڑکے یا لڑکی اہل اسلام کا نکاح باختیار خود نہین کردیا - کبہی جمعہ و جماعت مین امامت کا قصد نہین کیا یہہ امور تو گورنمنٹ کے اختیار و استحقاق سے خارج ہین جن امور مین گورنمنٹ کو اختیار حاصل ہے یعنی فصل خصومات و عدالت مقدمات انمین بہی مسلمانون کے مذہبی امور مین انکی شریعت کا خلاف نہین کیا بلکہ ان امور مین اپنے قانون کو شریعت کی تابع کردیا ہے -

اور مسایل نکاح - طلاق - بیع - ہبہ - شفعہ - وغیرہ کو شرع محمدی سے لیکر قانون مین شامل کیا

(۴۴) - وقف کے لئے (بہ نظر اسکے صدقہ و تبرع ہونیکی) یہہ بہی ضرور ہے کہ اگر وقف رشتہ دارون کے لئے ہے تو اسکی تقسیم آمدنی مین بعض رشتہ دارون کو بعض پر بلا وجہ و ضرورت ترجیح نہ دیجاوے چنانچہ اسکا ثبوت کامل بضمن الطال امر اول گذر چکا ہے - اور کچہہ اسکا تتمہ اس مقام بہی عمل مین آتا ہے اور آپنے تقسیم آمدنی اس وقف مصنوعی مین بعض رشتہ دارون کو بعض پر بلا وجہ ترجیح دی ہے اور بدست آویز ایکٹ ۱۸۶۹ مجوزہ گورنمنٹ انگلشیہ بوگان کبیرہ متوفی اور والدین و کے لئے ایک سو اسی روپیہ سے چہہ ہزار تک (حسب حیثیت مقدار جایداد) سالانہ مقرر کیا ہے - اور بیوگان صغیرہ کے لئے اس سے نصف اور برادران اور پسران نابالغ کے لئے ایک ہزار دوسو روپیہ تک اور بہتیجون کے لئے چہہ سو روپیہ تک اور دختران نا کتخدا اور پسران و برادران کی بیوہ گان کے لئے تین سو ساٹہہ روپیہ تک مقرر و محدود کردیا ہے - اور یہہ امر اس حکم مساوات کے برخلاف ہے جو صدقہ و تبرع کے باب مین وارد ہے - اور اسکے دلایل کا بیان بضمن الطال امر اول گذر چکا ہے -

اگر وقف کنندہ تقسیم آمدنی مین اس قسم کی مداخلت بیجا (جسکا وہ مجاز نہین ہے اور آپ اسکو اجازت دیتے ہین) خود نکرے اور صرف اتنا ہی لفظ کہدے کہ یہہ میرا مال میرے اقربا کے لئے وقف ہو تو شریعت محمدیہ اپنے انہی اصول و دلایل کی نظر سے جنکا ذکر الطال امر اول مین گذرا اسکی تقسیم آمدنی مین یہہ عمل درآمد کریگی کہ اگر آمدنی وقف سبہی رشتہ دارون کے خرچ کو کافی و وافی ہو تو سبہی رشتہ دارون کو قریب ہون خواہ بعید دار ہون خواہ محرم غیر محرم ہون خواہ عورتین بلحاظ ضرورت و عادت بحصص مساوی شریک کریگی اور اگر سب کے لئے اسکی وفا نہو تو بلحاظ درجہ قرابت اقرب کو ابعد سے مقدم کریگی - اور ایک درجہ کے قرابتیون کو اس آمدنی مین جسقدر کہ ہو مساوی حصہ دار ٹھہراویگی - اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ تقسیم آمدنی وقف اقربا مین مساوات مدنظر شریعت ہے - یہہ قانون تقسیم کتب شریعت

مین مفصل مذکور ہے جسکی نقل سے بہت طول ہوتا ہے - اس مقام مین بطور تمثیل حکم مساوات بیوہ صغیرہ و بیوہ کبیرہ کو مفصل و مدلل کیا جاتا ہے -

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اوقاف وصدقات مین سے ازواج مطہرات کو سو وسق + سالانہ خرچ دیتے جب آنحضرت صلعم نے انتقال کیا تو آپکے خلیفہ صدیق اکبر رض نے بہی آپکے موافق عمل کیا کسی بیوہ کبیرہ آنحضرت کا خرچ بہ نسبت بیوہ صغیرہ کے زیادہ نکردیا اور آپکے موافق حضرت عمر رض وغیرہ خلفا کا عمل رہا -

صحیح بخاری مین کتاب الخمس ومغازی ونفقات وفرائض وغیرہ مین حدیث ہے کہ آنحضرت

ان رسول اللہ صلعم قال لا نورث ما ترکنا صدقۃ فکان رسول اللہ صلعم ینفق علی اہلہ نفقۃ سنتہم من ہذا المال ثم یاخذ ما بقی فیجعلہ مجعل مال اللہ فعمل ذلک رسول اللہ صلعم حیاتہ ثم توفی النبی فقال ابو بکر رض انا ولی رسول اللہ فقبضہ ابو بکر رض فعمل فیہ بما عمل بہ رسول اللہ صلعم رواہ البخاری - بطولہ فی المغازی وروا فی باب المزارعۃ بالشطر کان یعطی ازواجہ مائۃ وسق ثمانین وسق تمر وعشرین وسق شعیر فقسم عمر رض خیبر فخیر ازواج النبی صلعم ان یقطع لہن من الماء والارض او یمضی لہن فمنہن من اختار الارض ومنہن من اختار الوسق -

نے اپنے اموال کی نسبت فرمایا ہو کہ جو کچھ ہم چھوڑ جاوین وہ صدقہ ہے پہر اسمین آپکا عمل اسطرح رہا کہ ایک سال کا خرچ سو وسق اپنے عیال کے لیئے نکال لیتے باقی کو اسی جگہ خرچ کرتے جہاں اور خدا کا مال صرف کیا جاتا یہی عمل آنحضرت کا اپنی حیات میں رہا جب آنحضرت فوت ہوئے اور صدیق اکبر رض آنحضرت صلعم کے ولی بنے تو اونہون نے بہی ایسا ہی عمل کیا کچھ اسمین تبدل تغیر نکیا - اور کتاب الحرث والمزارعت مین یون روایت ہے کہ آنحضرت صلعم سو وسق کہجور وغیرہ ازواج کو اس اراضی وقف مین سے دیتے جب حضرت عمر رض نے آمدنی کو تقسیم کرنا چاہا تو ازواج مطہرات کو اختیار دیا کہ جو چاہے وہی وسق مقررہ لینا اختیار کرے اور جو چاہے خود اراضی کو سنبھال لے (یعنے خود اسمین اپنا موجب مقرر پیدا کرلے)

+ ایک وسق تقریباً پونے چار من کا ہوتا ہے ۱۲ حاشیہ -

اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آمدنی وقف مین بصورت تعدد ازواج کا مساوی استحقاق نفقہ ہے بیوہ کبیرہ کو صغیرہ پر کوئی ترجیح نہین ہے - پس آپکی تجویز ترجیح ہر حکم شرعی کے خلاف ہے اور یہہ وہ تتمہ ہے جسکا وعدہ بیان عنقریب گذرا -

(۵) - وقف مین بڑا بھاری اور ضروری امر یہہ ہے کہ متولی کا خرچ اسکی آمدنی سے بحسب عرف (جسکا فیصلہ عادت و ضرورت پر ہے) مقرر کیا جاوے - نہ یہہ کہ وہ اپنی عیش مین خودمختار ٹھہرایا جاوے اور جسطرح چاہے جیبن اوڑاوے -

حضرت عمر فاروق رض نے آنحضرت کے سامنے اپنے وقف کے متولی کی نسبت یہی فرمایا جو اسکا

| | |
|---|---|
| عن ابن عمر رض ان عمر قال فی وقفہ لا جناح علی من ولیها ان یاکل منها بالمعروف او یطعم صدیقا غیر متمول فیہ رواہ البخاری وتقدم بتمامہ - | متولی ہو اسپر گناہ نہین ہے کہ وہ بقدر معروف اسمین سے کہاوے یا کسی دوست کو کہلاوے سوا اسکے کہ مال جمع کرنے لگ جاوے - چنانچہ پوری اس مضمونکی بصفحہ ۹۰ و ۹۲ گذر چکی ہے - |

اور یہہ لحاظ قدر معروف کچھہ خرچ متولی وقف سے شرعاً مخصوص نہین ہے بلکہ شریعت مین بہت مواضع مین اسکا لحاظ کیا گیا ہے - اللہ تعالی نے متولی مال یتیم کے حق مین

| | |
|---|---|
| من کان غنیاً فلیستعفف ومن کان فقیراً فلیاکل بالمعروف - سورہ بقرہ ع ۳۰ | فرمایا ہے جو فقیر ہو وہ اس مین سے بقدر معروف کہاوے - |

اور بچہ کو دودہ پلانے والی عورت کے حق مین ارشاد کیا کہ اسکا خرچ خوراک و پوشاک

| | |
|---|---|
| وعلی المولود لہ رزقهن وکسوتهن بالمعروف بقرہ ع ۱ | بچے یا اسکے باپ کے ذمہ بقدر معروف ہے - |

اور آنحضرت صلی علیہ وسلم نے ہند زوجہ ابوسفیان کو اسکے مال سے بقدر معروف گذارہ لینے

| | |
|---|---|
| ان ہنداً قالت یا رسول اللہ ان ابا سفیان رجل شحیح ولیس یعطینی ما یکفینی وولدی الا ما اخذت منہ وہو لا یعلم فقال خذی ما یکفیک وولدک بالمعروف (صحیح بخاری) | کی اجازت دی ہے - چنانچہ صحیح بخاری وغیرہ مین مفصل حدیث مذکور ہے - |

ان آیات و احادیث سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ کسی مال (وقف ہو یا مال یتیم وغیرہ)
کے متولی و امین کو بعوض ولایت و حفاظت اسی قدر گذارہ و خرچ لینا درست ہے جو
بحکم عرف و عادت اسکے لئے ضروری و لابدی ہے۔

**مال وقف** وامانت کی یہہ شان نہین ہے کہ اسکی صرف و تصرف (کہانے پینے لینے دینے
مین) متولی عام مختار و بمنزلہ مالک ہوتا ہے۔ آور اپنے اسکا خلاف کیا۔ سوئے متولی کے
اور رشتہ دارون کے لئے کچہہ کچہہ گذارہ (ایکٹ ۱۸۶۴ء مجوزہ گورنمنٹ کے مطابق ہی سہی)
مقرر کردیا پر متولی کے لئے کچہہ مقرر نکیا اور یہہ محدود نفرمایا کہ وہ کہانتک خرچ کرنے کا مجاز
ہوگا اور کس حد تک کہانے پینے لینے دینے مین اسکو اختیار حاصل ہوگا۔ آپکی عدم تقیید
سے صاف پایا جاتا ہے کہ بعد وضع اخراجات پرورش رشتہ داران و مصارف قیام
ریاست جو باقی رہے اسکے صرف کرنے مین متولی خود مختار ہے۔ جسقدر چاہے عیش
اوڑا دے جس کام مین جو کچہہ چاہے بے کھٹکے صرف کرے کوئی قید و تحدید اسپر نہین
اور نہ کسی وارث یا حاکم کیطرف سے کوئی مالی استحقاق کی نظر سے اعتراض کا محل ہے
اس وقف کے متولی کو آپنے ایسا بے قید و خود مختار کردیا ہے جیسے ہندوستانی ریاستون
کے نواب و رئیس سرکار کیطرف سے خود مختار ہوتے ہین اور جو چاہتے ہین دعیائی
و خوش باشی کرتے ہین) اور مورد اعتراض نہین ہوتے۔

اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہہ وقف مصنوعی خباب وہ وقف نہین ہے جسمین متولی
محض امین و محافظ اور صرف گذارہ کا مستحق ہوتا ہے اور باقی سب مال اسکے ہاتہ مین
ایسا مال امانت ہوتا ہے۔ جیسے کسی ملازم یا امین کے ہاتہ مین ہوتا ہے۔ بلکہ یہہ ایک
ملکی ریاست ہے جسپر کوئی شخص اپنی قوت بازو و زور شمشیر سے یا کسی سلطنتی قانون
و آئین کے رو سے مسلط ہوکر اسکا مالک و رئیس بن جاتا ہے پھر اسکو جسطرح
چاہتا ہے تصرف مین لاتا ہے۔

انراشیل صاحب بہادر اسطرحکی ریاست بحکم مذہب بنانا چاہتے ہین اورشمشیر و قوانین سلطنت کا کام ردآیات مذہبیہ سے لیتے ہین مگر یہہ خیال محض خیال و سودای محال ہے چنانچہ بعض اکابرنے کہا ہے۔

ہم خدا خواہی وہم دنیاء دون — این خیال است ومحال است وجنون

(۱۰) جیسے متولی آمدنی وقف سے بقدر معروف خرچ وگذارہ کا مستحق ہے ویسے ہی اسکے اور مصارف (اقربار و فقراء) اسمین سے بقدر معروف وبحسب ضرورت گذارہ پانیکے مستحق ہین۔ اور اسپر بہی وہی آیات واحادیث دلایل ہوسکتے ہین جو معروف کے لحاظ کرنیکی ضرورت ثابت کرتے ہین۔ علاوہ تعامل سلف تقسیم آمدنی اوقاف قدیمہ مین بہی اسپر دلیل ہوسکتا ہے۔ آپنے اسکا بہی خلاف کیا اور نفقہ پرورش رشتہ داران کو بدست آنریبل ایکٹ دارالشفاء محمد زادگو پنتھ خاص خاص تحدیدات سے مقید کردیا۔

اور ممکن ہے کہ قدر معروف اسکے برخلاف ہو جس شخص کیلئے آپنے تین سوساٹہہ روپیہ تک سالانہ مقرر کیا ہے وہ بحکم عرف وعادت وضرورت دوچند کا مستحق ہو اور (قلت رشتہ داران کے سبب) آمدنی مین اسکی گنجایش ہو۔ ایسی حالت مین شریعت تو اس شخص کو دوچند گذارہ دلاتی ہے۔ اور آپکی تجویز دستاویز اسکو منع کرتی ہے۔ اسیطرح اور تحدیدات وتفصیلات مقررہ جناب کا خلاف شریعت ہونا متصور ہے۔

ان شروط ولوازم شتگانہ کی اس وقف مین نہ پائی جانے سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر اس وقف مصنوعی کو صدقہ فی سبیل اللہ مانا جاوے تو بہی یہہ وقف شرعی نہین ہوسکتا ہے۔ پس بشہادت تین وجہ ثابت ہوا کہ یہہ وقف مصنوعی جناب وہ وقف نہین ہے جسکا عالمگیری یا اور کتب شریعت مین ذکر ہے۔ اس سے ہماری دعوی اول کا ثبوت ہوا جس سے خبر و اول دعوی جناب کا ابطال ہوا۔ اور ابطال امر سیوم اتمام کو پہونچا۔ اور ان تینون امور کے ابطال سے جملہ مطالب تحریر جناب کا جواب ادا ہوا۔ وللہ الحمد۔

اس جواب مین اون مفاسد و نقصانون کا بیان ہوا ہے جو مذہب کی نظر سے اسمین وقف
مصنوعی مین مشاہدہ ہوتے ہین اب وہ نقص و مفاسد بیان کئے جاتے ہین جو بنظر آئین
سلطنت و اصول ریاست اس مین دکہائی دیتے ہین -

## بیان نقائص و مفاسد وقف بنظر اصول سلطنت

قدرتی و مذہبی آزادی کو قایم رکہنا سلطنت کے عام اصولون سے ہے - اور ہر آزادی
کو روکنا اصول سلطنت کے برخلاف - اسی نظر سے آجتک سلطنت کی مذہب مین دست اندازی
نہین ہوئی - اور اگر کسی موقع پر ہوئی ہے تو کسی ملکی یا عام ضرورت کے لئے ہوئی ہے
اور اس قانون مین بلا ضرورت اس آزادی کا روکنا اور مذہب مین دست اندازی کرنا تجویز کیا گیا ہے
**حکم وراثت** مذہبی رسوم سے ایک عظیم الشان رسم ہے جسمین وارثونکو مورث کی وراثت پانی
اور اپنے عام تصرف مین لانے کی اجازت و آزادی ہے - **اور وقف** ایک خاص عبادت ہے
جسمین (سوائے ان قیود کے جو شرع کیطرف سے مقرر ہین) اور وجوہ تولیت و تقسیم آمدنی
مین اہل اسلام کو اختیارات حاصل ہین اور یہہ قانون (اس قدر جایداد کی نسبت جو اسکے متعلق
کیجاوے) وراثت کو تو بالکل ہنفیت و نابود کرتا ہے - اور وقف مین شرعی بندشون کی
برخلاف گورنمنٹی احکامون کی بندشین لگاکر اہل اسلام کی آزادی مذہبی کو باطل کرتا ہے -
اسکی مثال یہہ ہے کہ گورنمنٹ مسلمانون کو عام مسجدون مین پانچون وقت نماز پڑہنے سے
روکدی - اور بجائے اسکے خاص ایک وقت مین کسی چرچ یا کمیٹی گہر مین نماز پڑہنے کا حکم دے
یا ہر سال حج کرنے سے منع کرے اور کسی خاص سال مین سوائے کعبہ کے دوسری جگہہ بہیجنے کا حکم دے
حالانکہ سوائے اسکے کہ مسلمانون کی پانچ وقت مسجدون مین نماز پڑہنے - اور ہر سال کعبہ کے حج کرنے مین
کوئی نقصان ملکی یا ضرورت عام دیکہے -

**اسکا نتیجہ** یہہ ہوگا کہ عام لوگون کو گورنمنٹ کی نسبت یہہ خیال پیدا ہوگا کہ گورنمنٹ اب ہماری آزادی
مذہبی کو اٹہانا چاہتی ہے - اور ہمارے مذہب مین دست اندازی کرنے لگی ہے - آج ہماری

وراثت کو باطل کیا۔ اور وقف مین دخل دیا ہے رفتہ رفتہ نماز و روزہ و حج و زکوۃ مین گورنمنٹ کا دخل ہو جائیگا۔ اور یہہ خیال بہت سے خللون کا سبب و منشا ہوگا۔

چونکہ مین گورنمنٹ کا ایک سچا خیرخواہ اور دلی وفادار ہون اسلئے بنظر براءت گورنمنٹ پر خیال عام سے اسبات کا اظہار کرتا ہون اور اپنے دور اندیش و دقیقہ رس گورنمنٹ سے امید رکھتا ہون کہ اس قانونکو منظور نفرماویگی اور خیال دست اندازی مذہبی کا محل نہوگی اسکے مقابلہ مین یہہ خیال نکیا جاوے کہ مسئلہ وقف جو اس قانون مین مذکور ہے عین مذہب اسلام کے موافق ہے پس اسکے مطابق حکم جاری کرنا عین موافقت و تائید اسلام ہے نہ دست اندازی یا بیجا۔

اور نیز جب مسلمانون کا ایک معزز شخص بشمول جماعت اس مسودہ قانون کو پیش کرتا ہے اور اسمین دست اندازی کا خواستگار ہے تو یہہ گورنمنٹ کی طرف سے دست اندازی نہین ہے اسلئے کہ جن قیود و شرائط سے اس مسودہ مین مسئلہ وقف بیان کیا گیا۔ ان قیود و شرائط کا مذہب اسلام مین نام و نشان نہین ہے۔ لہذا بنظر ان قیود کے کہا جا سکتا ہے کہ یہہ مسئلہ وقف مسئلہ اسلام نہین ہے۔ چنانچہ اسکا کامل ثبوت بضمن مذہبی بحث کے گذر چکا ہے۔ اور جن لوگون نے اس مسودہ وقف کو گورنمنٹ مین پیش کرکے منظوری کی درخواست کی ہے وہ کل مسلمانونکی معتمد و مختار نہین ہین۔ بلکہ اس جماعت کے سرگروہ آنریبل سید احمد خانصاحب بہادر سی۔ ایس۔ آی۔ کے اسلام مین اکثر اہل اسلام کو تردد و شک ہے۔ پہر انکی درخواست کل مسلمانون کیطرف سے درخواست کیونکر ہو سکتی ہے اس درخواست کی نظیر یہہ ہے کہ چند کسان از اد منش مسلمانان جو نیچرلسٹ کہلاتے ہین اور نماز روزہ کے بندشونکو تکلیف سمجھتے ہین ملکر گورنمنٹ سے درخواست کرین کہ گورنمنٹ عام مسلمانون کے لئے ایسا قانون تجویز کر دے جسمین نمازکی نسبت یہہ حکم ہو کہ پانچون نمازونکو ایک وقت پڑہ لیا جاوے اور عدد رکعات مین بہی تخفیف کیجاوے اور روزہ مین بہی یہہ آرڈر

آرڈر جاری کرے کہ موسم گرما کے روزے سردیون مین رکھے لئے جاوین - اور اس درخواست مین یہہ عذرات پیش کرین کہ پانچ وقت نماز پڑہنے مین مسلمانون کا حرج او قات مقصود ہے - جس سے انکے امور معاشرت مین فتور و قصور واقع ہونے کا احتمال ہے اور گرمیون مین روزہ رکھنے مین ہلاکت یا بیماری کا اندیشہ ہے - پہر کیا یہہ درخواست کل مسلمانون کی طرف سے درخواست متصور ہوگی؟ - وبنا ٔ علیہ تقرر او قات و مقدار نماز و روزہ مین گورنمنٹ کی دست اندازی جائز خیال کیجاویگی؟ - ہرگز نہین اور ایک دلیل کامل اس درخواست کی بے اعتباری پر یہہ بہی ہے کہ یہہ درخواست تو چند اشخاص کیطرف سے ہے اور اسکی تاثیر عام مسلمانون پر (جنکی رضامندی اس درخواست سے ممکن نہین) ہونے والی ہے -

اسکی درخواست تو انریبل سید احمد خانصاحب اور انکے ہم خیال چند اشخاص کیطرف سے ہے - اور اسکا اثر تمام اون مسلمانون پر ہونے والا ہے جو اس قانون کے ماتحت شدہ اموال کے مستحق ہونگے - پہر اس قانون کی تاثیر سے جبراً محروم کئے جاوینگے - جنکی کوئی تعداد و تحدید نہین ہے بلکہ تا قیام سلطنت انگلشیہ نسلاً بعد نسل جو لوگ اولاد وقف کنندگان سے ہونگے وہ سبہی مجبوراً اس تاثیر کے محل ہونگے - ایسی حالت مین کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ یہہ درخواست اون سب ہزارون بلکہ لاکہون مستحقین کیطرف سے ہے -

اس دلیل کی صحت گورنمنٹ کے نزدیک بہی مسلم ہے اور ایک قانون گورنمنٹ کی اسپر بنا ہے بنا بر رواج حقیت جدی قوم ہنود مین (اور اون اہل اسلام مین جو رواج ہنود کی تابع ہون) گورنمنٹ کا قانون ہے کہ اسکو کوئی شخص منتقل نہین کر سکتا اگر کوئی ایسی درخواست گورنمنٹ مین کرے جسمین تجویز انتقال پائی جاوے تو اسکی درخواست منظور نہین ہوتی ہے اسکی یہی وجہ ہے کہ اگرچہ صاحب جایداد اپنی خوشی سے اپنے مال مقبوض مین تصرف کرنا چاہتا ہے مگر چونکہ اس تصرف کا اثر اون اشخاص پر پہونچتا ہے جو اس مال مین حق رکہتے ہین اور اسکے تصرف کو پسند نہین کرتے اسلئے اسکی درخواست اون اشخاص کیطرفسے درخواست واجازت نہین سمجہی

جاتی - و بخیال حق تلفی اون اشخاص کی قبول نہین ہوتی -

**ایسا ہی** اس قانون کی نسبت خیال کرنا چاہیے کہ گو یہہ قانون حسب درخوہست چند اشخاص کے تجویز کیا جاتا ہے پہر جو حصہ اراضی و اموال اس قانون کی ماتحت کیا جاویگا وہ بہی مالکون کی خواہش و درخوہست سے ہوگا مگر چونکہ اسکی تاثیر اون لاکہون اشخاص پر ہونے والی ہے جو اس درخوہست کی خواستگار نہین ہین - اور بحکم مذہب اسمین انکی حق تلفی ہے اسلیئے انکی نسبت یہہ قانون مبطل آزادی و مثبت دست اندازی ہے -

**پنجاب** مین جو بیٹیون کو ورثہ دلائی نہین جاتی اور یہہ ایک قسم کی ورثہ مین دست اندازی ہے تو اسکا سبب د منشا رواج عام ہے جو بحکم اصول سلطنت ضرورت عام پر مبنی ہونے سے واجب اللحاظ ہے - ایسی ضرورت اس قانون کی تجویز مین متحقق نہین ہے بلکہ رواج عام اس قانون کے برخلاف ورثہ کے قایم رکہنے کا مقتضی ہے - ان وجوہات کی نظر سے اس قانون کا تجویز ہونا مناسب نہین ہے آیندہ گورنمنٹ کو رعایا پر کل اختیار ہے -

**احباب** مین میرے ایک معزز دوست وکیل نے **قانونی** بحث بہی کی ہے - جو بعینہ نقل کیجاتی ہے

## قانونی نقص مسودہ وقف

**(۱)** ابتک مقدمات ہنود اور اہل اسلام مین قانون یہہ ہے کہ انکے مقدمات بموجب انکی شرع کے فیصلہ پاتے ہین - الا فریق مخالف کو اختیار ہوتا ہے کہ وہ عذر کرے کہ رواج برخلاف اسکی شرع کے ہے تب اگر رواج کو فوقیت ہو محمل شرع پر نہین ہوتا رواج پر حکم دیا جاتا ہے جیساکہ پنجاب مین ایکٹ ۴ ۱۸۷۲ء اور دیگر ممالک مین اور قانون -

**چونکہ** یہہ مسودہ بطور قانون مختص الامر مرتب ہوتا ہے اسلیئے اسمین رواج کا لحاظ کرنے نکرنے کا ذکر ضرور تہا مگر اسمین کسی جگہہ یہہ ذکر درج نہین ہوا کہ رواج برخلاف اسکے جایز رہیگا یا نہین - اسوقت کوئی شخص جایداد وقف کردے جیساکہ اسکو بموجب شرع کے اختیار ہے - وارث اسکا دعویدار ہوسکتا ہے کہ وہ وقف منسوخ کیا جاوے جب یہہ رواج قدیم اور برخلاف خاندان

ثابت ہوگا تب عمل رواج پر ہوگا - لیکن اس مسودہ سے رواج جسکی تعظیم لازم ہے اور اسمین اسکا ذکر نہین ہے بیکار ہو جاویگا -

(۲) سرکار نے جہان برخلاف شرع کے قانون جاری کیا ہے وہان مسئلہ شرع برخلاف مصلحت عامہ اور برخلاف انتظام ملک کی بہابت دخل دیا - جیسا کہ ایکٹ ۲۱ سنہ ۱۸۵۰ کہ ترک مذہب سے کوئی شخص ورثت سے خارج نہین ہوسکتا - یا ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۵۶ جسکے رو سے اہل ہنود کو ازدواج مکرر کی اجازت دی گئی ہے - مگر اس مسئلہ وقف مین کوئی ضرورت قانونی نہین ہے -

(۳) نہایت قباحت اس مسودہ مین یہہ ہے کہ اسمین یہہ بھی جایز رکہا گیا ہے جو شخص چاہے بموجب شرع محمدی وقف کے مسایل پر عمل کرے اور یہہ بھی جایز رکہا ہے کہ جو کوئی چاہے بموجب اس مسودہ کے عمل کرے - پس ایک مسئلہ مین اکثر طبقہ خلایق کو پابند شرع رکہنا اور بعض کو پابند قانون رکہنا گویا اہل اسلام کو یہہ جتانا ہے کہ مذہب مین قانون کا دخل ہوتا ہے اور آیندہ ہوگا یہہ فساد کی بات ہے -

اور چند نقص اس مسودہ مین اور بہی ہین - جنکی تفصیل کیجاتی ہے -

**الف** مسودہ مین صرف تعریف وقف شرع سے اخذ کی گئی ہے - باقی اصول کچہہ موجب ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۶۵ جو قانون ورثت انگریزان ہے اور کچہہ دیگر ایکٹ اور کچہہ عقلی اصول لئے ہین - مسایل وقف شرع میں پورے درج ہین کسی قانون کی اسمین ضرورت نہین ہے -

**ب** - جب اس قانون کی دفعہ ۷ امین وقف کنندہ کو خیال قید سے آزادی دی گئی ہے اور بصورت مقروض ہوجانے کے گذارہ اسکا ملنا وجب ٹہرایا گیا تو ممکن ہے کہ کوئی صاحب جایداد عیاش فضول خرچ ہو اور بہت سا قرضہ اوٹہالے آخرکار جایداد کو وقف کر دے - قرض خواہان کو بعد وضع مالگذاری و گذارہ مقروض منافع سے حصہ رسدی ملیگا - شاید بعض اوقات بیس سال یا زیادہ تک روپیہ نہ مل سکے - اسمین حق تلفی قرض خواہان ہے -

**ج** - یہہ قاعدہ کہ جو درجہ مین اقرب اور عمر مین بڑا ہو جانشین ہو جاوے نہایت خراب ہے

شائید. نالائق یا بد چلن یا لا مذہب ہو اور مرتد ہو۔

مقام لاہور ——————— محمد اسمعیل وکیل

اور ہماب ہین نامی اخبارون کے معزز ایڈیٹرون کی بہی یہی رائے ہی کہ یہہ مسودہ بلا ضرورت (جسکا وجود مذہب مین دست اندازی کے لئے شرط ہے) تجویز کیا گیا ہے۔ گویا ان ایڈیٹرون نے یہہ جتایا ہی کہ یہہ مسودہ برخلاف اصول قانون تجویز ہوا ہے۔ چنانچہ اخبار آفتاب پنجاب مشیر قیصر و نصرت الاسلام مین یہہ رائے مرقوم ہے۔ ہم اس مقام مین صرف نصرت الاسلام کی عبارت نقل کرتے ہین جو آفتاب پنجاب و مشیر قیصر کی عبارت پر مشتمل ہے۔ اور وہ یہہ ہے۔

## مسودۂ قانون وقف

درباب مسودہ قانون وقف اخبار **آفتاب پنجاب** مطبوعہ ۱۲ مارچ ۱۸۸۰ء مین جو آجکل لکھا ہی بیدار مغزان ہندوستان سب اوسی پسند کرتے ہین چنانچہ ہم بہی اوسکی نقل ذیل مین درج کرتے ہین

وہو ہذا

آجکل جناب سید احمد خان بہادر ممبر کونسل نے جو مسودہ قانون وقف اہل اسلام کے لئے وضع فرمایا ہے۔ اوسکی نسبت بنگالہ وغیرہ کے اکثر مقامات مین نہایت غل مچا ہوا ہے۔ اور بڑے بڑے تجربہ کار اور قانون دان حضرات کا قول ہے کہ یہہ مسودہ قانون بلا ضرورت اور غیر مفید بنایا گیا ہی بلکہ بجائے فائدہ کے جسکا دعوی سید احمد خانصاحب کرتے ہین۔ اولٹا نقصان اہل اسلام کو پہونچیگا اور چونکہ سید احمد خانصاحب نے اپنے خیالات نیچریہ کی وجہ سے تمام مسلمانون کو اپنی طرف سے بدگمان کر رکہا ہی یہانتک کہ تمام علمار اونکے تکفیر کر چکے اور بہت کم آدمی انکو مسلمان سمجہتے ہین۔ اسوجہ سے زیادہ تر لوگ خائف ہین پس گورنمنٹ کو چاہی کہ ایسے مسودہ قانون کو ذرا سمجہہ بوجہہ کر پاس کرے بلکہ جب تک تمام اہل ہندوستان کے اہل علم و اہل الرائے اور کل علمار کے دستخط اوس پر نہو جائین اوسوقت تک اوسکو ہرگز پاس نہونے دین اس مسودہ قانون مین بہت سے نقصان ہین جنکو وہی خوب سمجہہ سکتے ہین جو قانون سے واقف ہین۔

بیچاری ہندوستان کے سیدہے مسلمان اوسکی کنہ کو کیا پہونچ سکتے ہین - صاحب مشیر قیصر
تحریر فرماتے ہین کہ اسوقت تک بہت سی مضامین اس مسودہ وقف کی مخالفت مین ہمارے پاس
پہونچ چکے ہین یہہ رائین ایسی طول و طویل ہین کہ ایک ایک سے را ہم اپنے اخبار کی صفحہ مین بمشکل
چہاپ سکتے ہین اور چونکہ بعض رائین تمام مذہبی اعتراضات سے مملو ہین جو سید احمد خان کی
مذہبی چال چلن اور طور و طریق پر ہین اس واسطے ان رایون کو ہمنے مصلحتاً نہین چہاپا -
اگرچہ ہمکو چہاپنا چاہیے تہا کیونکہ یہہ بہی تو ایک مذہبی بات ہی - مگر تاہم ہمنے خیال کیا کہ ایسے
قانونی امور مین جسکا تعلق سرکار سے ہی ہمکو بہت ہوشیاری سے اوسپر اعتراض کرنا چاہیے
اگر سرکاری واسطہ نہوتا تو پہر دیکہتے کہ ہم اسکی کیسی دہجیان اوڑاتے البتہ اہتو اہل الرائے کو
سمجہنا چاہیے کہ یہہ مسودہ قانون ہے نہ تہذیب الاخلاق کا مضمون جسپر جیسے چاہو گرفت کرو -
ہان اسپر تو اسی طور کا اختلاف آرا زیبا ہے جیساکہ واجب ہے یعنے نہایت تہذیب اور قابلیت اور
متانت کے ساتہہ اونکی واقعی لغزشون کو بتانا چاہیے اور جو نقصان آئندہ اس مسودہ قانون کے
اجرا سے پیدا ہونے والے ہین اونکو بہی ظاہر کرنا چاہیے - اور جو باتین خلاف شرع شریف کے ہون
وہ سب بیان ہونے چاہئین - گویا قانونی و علمی مباحثہ ہونا چاہیے - بلکہ اس موقع پر اون
علماء کی رائین اور فتوی چہاپنے چاہئین جو اس رائے کے مخالف ہین پس اگر اس طور پر یہہ
اعتراض و اختلاف رائے ہو تو بے تامل ہم چہاپ سکتے ہین اور باقی طعن و تشنیع کی باتین
جو اونکی ذاتی معاملات سے متعلق ہین اس موقع پر اونکا لکہنا کچہہ ضرور نہین - حسن نیک
نیتی سے کہین تو اتنا اظہار نامناسب بہی نہوگا کہ واضع قانون وہ شخص ہے جسکو اوسکی قوم
باضابطہ خارج کر چکی ہے - مگر نہایت افسوس ہے کہ ہماری ہندوستان مین فرقہ علماء و فضلا
کی حالت رائے کی ایسی نازک ہے کہ وہ ہرگز قانونی عبارت نہین سمجہہ سکتی اور عوام کو بہی اسکی کچہہ
پرواہ نہین وہ اپنے حال مین گرفتار رہین پس کون ایسا عالی دماغ ہے کہ قانونی دقایق اور اوسکی ہر ایک
پہلو کو نظر غور سے ملاحظہ کرکے اوس پر بلا تعصب و تشدد رائے دین اور جب یہہ بات ہے تو صاف

معلوم ہوتا ہے کہ جسطرح چیچک کا قانون پاس ہو گیا ضرور یہ مسودہ بہی جلد پاس ہو گا اور گروہ نیچریون کا (جسکا مجتہد خود ممبر کونسل اور واضع آئین وقوانین اور سرکار کے نزدیک بحثیت ممبری معتمد ہے) بہت جلد کامیاب ہو گا اور ملک کے خیر خواہ اور سچے دلسوز اور سچے مسلمان یون ہی اسپر بیٹہتی رہ جائینگے۔ (نصرت اسلام نمبر ۱۔ ۱۱ و ۱۲ جلد ۱)

---

راقم (ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ) کہتا ہے۔ منشیر قیصر کے افسوس و شکایت کا مبنی حتی الوسع ازالہ کر دیا ہے۔ اور اس قانون کے متعلق علمی و قانونی دو نون طور پر بحث کی ہے۔ اب منشیر قیصر وغیرہ ایڈیٹران عقلاء و قانون دانان فضلاء و اسلامی علماء اسمین انصاف سے داد دین اور جو کچہہ مین نے لکہا ہے اسکو حق پاوین تو اسکی تائید مین اپنی اپنی رائین لکہین یہہ جو صاحب منشیر قیصر نے لکہا ہے کہ ایسے قانونی امور مین (جسکا تعلق سرکار سے ہے) ہمکو بہت ہوشیاری سے اسپر اعتراض کرنا چاہئے۔ نہایت صحیح و درست ہے۔ اور ہمسے ایسا ہی عمل مین آیا ہے۔ ہمنے جہانتک اسپر اعتراض کیا ہے اسمین تعلق سرکار کا لحاظ فرو گذاشت نہین کیا بلکہ اس اعتراض کرنے مین کمال نیک نیتی و خیر خواہی سرکار کا پورا فرض ادا کیا اور اسبات کا قصد کیا ہے کہ جیسے گورنمنٹ آجتک رعایا کو آزادی عطا کرنے مین ممتاز ہے ویسی ہی ممتاز رہے۔ اور اعتراض دست انداز مذہبی کی مورد نہ بنے۔ آئندہ انصاف اسکا گورنمنٹ پر ہے۔

## سابق کارروائی علماء و رؤساء متعلق مسودہ وقف

اس مسودہ وقف کے متعلق جو اہل اسلام کیطرف سے کارروائی ہوئی ہے وہ ناظرین اخبارات پر مخفی نہین ہے اسکا خلاصہ یہہ ہے کہ عدو مخالفین اس تجویز وقف کا موافقین سے بڑہکر ہے موافقین مین سے بہی جسنے اسمین توافق کیا ہے وہ آنریبل سید احمد خان صاحب کا ہم خیال

یا کبھی مخالف کا دوست و آشنا۔ یا اپنے مذہب اسلام کے مسایل وقف وغیرہ سے نا آشنا ہی افسوس مخالفین جمہور اہل اسلام ہین جنکا احصائ و شمار امکان سے خارج ہے۔ مین نے ناگذشتہ بنگال ایک سفر کیا تو اس مین بہت سے علمار و فضلار سے اس وقف کا ذکر آیا۔ جسکو پایا مخالف پایا۔ اسکا موافق کوئی نظر نہ آیا۔ علمار مین سے جنہون نے اس مین اتفاق رے ظاہر کیا ہے انکے نام اخبارات و رسایل مین درج ہین ان علمار کے اسمار سے خود ناظرین جان سکتے ہین کہ وہ علمار کس حد تک علوم دین سے واقف ہین اور انڈ ایبل بہادر سے یا انکے مدرسہ سے انکو کیا تعلق رہا ہے یا اب ہے۔ لہذا مین انکا حال بیان کرنا نہین چاہتا۔ ہان ایک بات کا اظہار اس مقام مین واجبات سے ہے سو عمل مین آتا ہے۔

علیگڈھ گزٹ وغیرہ پنجابی اخبارون مین دیکھا گیا ہے کہ جناب حضرت شیخنا و مولانا بقیۃ السلف حجۃ الخلف مولوی سید محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی نے اس مسئلہ وقف مین وفاق کیا ہے اسپر جناب ممدوح سے استفسار ہوا تو آپنے اپنا فتوی جو اسباب مین تحریر کیا تھا بعینہ ارسال فرمایا اسکے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ جناب ممدوح نے اس مسئلہ سے توافق نہین کیا بلکہ بدلایل عدیدہ اسکو رد کیا ہے۔ پس جو اسکو توافق سمجھے تو یہہ اسکی خوش فہمی کا نتیجہ ہے۔ اس فتوی کے چند فقرات اس مقام مین نقل کرنا مناسب سمجھتا ہون تاکہ دامن خیال جناب ممدوح لوث موافقت وقف مخالف اسلام سے پاک ہو اور مسلمانون کو اس وقف کے مفاسد پر زیادہ آگاہی ہو

(۱) جو اس قانون مین ہے کہ جو شخص متوفی سے قرابت قریبہ رکھتا ہو۔ اور عمر مین بڑا ہے اس شخص کو استحقاق جانشینی کا ہوگا۔ شرعاً اسقدر کافی نہین ہے بلکہ باوجود قرابت قریبہ اور کلان سالی کے ہوشیار دیانتدار ہونا اور مسرف و بدکار نہونا بھی ضرور چاہیے کہ وقف مین خلل و فساد واقع نہو۔ چنانچہ قولہ تعالی لاینال عہدالظلمین اسپر شاہد ہے

(۲)۔ اور جو اس مین مذکور ہے درصورت عدم موجودگی رشتہ داران نسبی کی جایداد شوہر یا زوجہ کو جیسی صورت ہو ملیگی لیکن اگر

مرد متوفی کے ایک سے زائد زوجات ہون تو اس زوجہ کو ترجیح دیجائیگی جسکا اسکے
ساتھہ پہلے نکاح ہوا ہو انتہے کلامہ - اول محل کلام کا اسمین یہہ ہے کہ زوجات کی نان و نفقہ کی
خبرگیری حسب حاجت روے اہی انکے رشتہ دارون کا ہونا نہونا برابر ہے جس جسقدر نفقہ کے زوجات
کو حاجت ہوگی زوجات پائنگین بطور مدد معاش کے اوقاف مین سے اور جس جسقدر رشتہ دارون
کو حاجت ہوگی ہر واحد موافق حاجت کے پائیگا اور جو کوئی رشتہ دار خواہ ذوی الفرض
وعصبات و ذوالارحام سے نہو تو زوجہ ایک ہو یا زائد ہون بقدر خرچ کے انکو ملیگا
باقی اور مصارف فقرا مین صرف ہوگا یا جمع رہیگا آیندہ بمصارف دیگر صرف کیا جائیگا یہہ
میراث مملوکہ متوفی باقی نہ ہے کہ بروقت عدم موجودگی وارث کے شوہر سب لیلے یا زوجہ لیلے
لا نورث ما ترکنا صدقۃ الحدیث جیسکہ ابوبکر رض صدیق اور دیگر خلفا عمل درآمد کرتے رہے اوقاف
فدک و خیبر و بنی قریظہ وغیرہ مین بعد آنحضرت صلعم کے مطابق دستور آنحضرت صلعم کے
کہ جو حین حیات مین اپنے ازواج مطہرات و بنات کو برابر دیتے رہے اور اہل حاجات کو حسب
حاجت کے دیتے تھے اور ترجیح زوجہ اولی کو بہ نسبت زوجہ ثانیہ کے بہی خلاف شرع محمدی کے ہے
کیونکہ آنحضرت صلعم زوجہ اولی و ثانیہ و ثالثہ و رابعہ وغیرہ کو برابر دیتے تھے - اور پہلے
کو باعتبار دوسرے کے ترجیح نہین دیتے تھے - ہان اگر کسی زوجہ کو کچھہ خرچ زائد کی حاجت
ہوئی تو بقدر حاجت زائد کے اوسکو دیتے تھے ما اتکم الرسول فخذوہ وما نہکم عنہ فانتہوا
اور جو اسمین ہے کہ جانشین متوفی کے بیوہ صغیرہ کی حالت مین غایت تعداد مواجب
سالانہ کی اس غایت تعداد سے نصف ہوگی جسکی بیوہ کبیرہ بموجب جزو ماسبق دفعہ
ہذا کے مستحق ہوتے یہہ قانون مطابق شرع کے نہین بلکہ بطور مدد معاش حسب حاجت کے
دونون کو دینا چاہیے اگر دونون حاجت مین مساوی ہین تو برابر دینا چاہیے کیونکہ
آنحضرت صلعم اوقاف مین سے ہر زوجہ رض کو نفقہ برابر عطا فرماتے تھے چنانچہ صحیح بخاری
وغیرہ سے واضح ہوتا ہے - یہہ چند فقرات فتوی جناب ممدوح کے منقول ہوئے ہین

ناظرین ان فقرات کو بغور ملاحظہ فرماکر داد دین کہ آیا جناب ممدوح نے اس فتوی مین وقف مصنوعی
جناب کو رد کیا ہی یا اسمین توافق رے کا اظہار کیا ہے - ہان اس فتوی کے شروع مین ایک فقرہ
یہہ بھی مرقوم ہے کہ نفس وقف لنفسہ ولنسلہ ولاہلہ محل کلام نہین ہے **شاید** اس فقرہ کو توافق
خیال کیا گیا ہے مگر یہہ کمال غلط فہمی ہے - نفس مسئلہ وقف لنفسہ ولاہلہ مین تو ہمکو بھی
کلام نہین ہے - اور نہ کسی اور مسلمان اہل علم کو - سب کوئی جانتا ہے کہ مسئلہ وقف اقارب
کتب حدیث و فقہ مین آچکا ہے - **کلام** تو اسمین ہے کہ جو شرطین و لوازم وقف شرعی کے
لئے ہین وہ اس وقف مصنوعی مین متحقق ہین یا نہین - سو جناب شیخنا و مولانا نے خوب مفصل
و مدلل بیان فرمادیا ہے کہ جو وقف شرعی کے شروط و لوازم ہین وہ اس وقف مین متحقق نہین
ہین - اسلئے یہہ وقف وہ وقف نہین جسکی صحت و جواز مین ہمکو کلام نہین -

**اب** اگر کوئی اس تفصیلی کلام مولانا کو خیال مین نہ لاوے اور صرف اس اجمالی فقرہ کو دست آویز
بناکر اس سے اس وقف کا (جسکے احکام و لوازم و شروط ایکٹ ۱۰ سنہ ۶۵ و ایکٹ ۱ سنہ ۶۹ وغیرہ ایکٹ کے
گورنمنٹ انگریزی کے مطابق ہین نہ شرع محمدی کے) جواز نکال لے تو یہہ وہی بات ہے جو کسی عقلمند سے
ظہور مین آچکی ہے کہ قرآن مجید سے جزو آیۃ لا تقربوا الصلوۃ کو دست آویز بناکر نماز کو ترک کر
دیا اور لحاظ قید و انتم سکاری کو مسلمانون کا حصہ سمجھکر چھوڑ دیا - **بالجملہ** کوئی عالم
فقیہ یا محدث ہندوستان یا پنجاب کا اس وقف مصنوعی کی تجویز مین خانصاحب بہادر سے متفق
الرائے نہین ہے - جو عالم اسمین متفق ہوئے ہین وہ اسی قسم سے ہین جنکا حال مجملاً جتا یا گیا ہے
یہہ کارروائی علماء کا بیان ہے - اور جو سوائے انکے رؤسا و شرفا سے اس وقف کے متعلق کارروائی
ہوئی ہے سو بھی کارروائی علماء کی مانند ہے - رئیسون و شریفون مین سے بھی تھوڑے ہی لوگ
اس مسودہ کی تجویز مین متفق ہوئے ہین - اور اسکے مخالف موافقین سے بڑہکر ہین چنانچہ پنجاب مین ہزارون شریفون
اور معززون نے اپنے مخالفۃ رائے کا اظہار کیا ہے اور اسباب مین ایک محضر نامہ تیار کرکے گورنمنٹ
مین پیش کر دیا ہے - اور جنہون نے توافق کیا ہے سید احمد خانصاحب بہادر کی ہم خیالی یا انکے ہم

خیالوں کے لحاظ دوستی یا مسایل مذہبی سے ناواقفی کے سبب کیا ہے یہہ امر اہل پنجاب کے موافق ہین تو ہمنے مشاہدہ کرلیا ہے اسی قیاس پر دوسری جگہہ کے موافقین کا حال خیال کیا جاتا ہے

## نتیجہ

ان تمام مسایل مذہبی - و اصول سلطنتی - و مباحث قانونی و خیالات جمہوری کے اظہار و بیان سے مقصود و مطلوب یہہ ہے کہ علماء دین و رؤسا مسلمین ان مسایل و مباحث پر غور و تامل کو مصروف فرمادین پس اگر انکو صحیح پاوین تو جمہوری اتفاق کے ساتھہ جابجا محضر نامے متضمن درخواست نامنظوری تیار کرین اور رؤسا صوبہ بہار کی طرح گورنمنٹ مین پیش کرین اور جو صاحب خود اسبات کا اہتمام نہ کرسکین وہ اس مضمون کی تحریرین زیر نظر مسایل مذہبی و مصالح ملکی جو اشاعۃ السنہ نمبر ۳ و ۴ جلد ۳ مین بتشریح بیان ہوئے ہین ہم لوگ اس قانون کا تجویز ہونا پسند نہین کرتے اپنے نواح کے علماء و رؤسا سے مصدق و مسجل ہو اپیر کراکر راقم کے پاس بھیجدین - یہان سے ان سب تحریرات کو یکجا کرکے گورنمنٹ مین پیش کیا جاویگا اور خیر خواہی مذہب و ریاست کا پورا حق ادا ہوگا - پس اگر گورنمنٹ نے ہم مسلمانون کی درخواست کو ملحوظ فرماکر اس تجویز قانون کو منظور نکیا تو مدعا حاصل ہوا - اور اگر یہہ قانون بہر حال پاس ہوگیا تو پھر رؤسا متبعان دین و پیروان شریعت سید المرسلین اپنی جایدادون کو اس قانون وقف کے ماتحت نکرین - اور اپنی آزادی مذہبی کو اس قانون کی پابندی سے ہاتھہ سے ندی بیٹھے اس امر کی اس قانون نے خود اجازت دی ہے - چنانچہ آنر ایبل بہادر مضمون تدبیر مین خود اسبات کی اجازت دی ہے - اور دفعہ سیوم قانون کی ہمین اسطرح تشریح کی ہے کہ جو شخص چاہے اپنی جایداد کو اس قانون کے متعلق کردے اور جو چاہے وقف خاندانی مطابق شرع محمدی کے کرے کسی پر کچھہ جبر نہین ہے - اصل عبارت خطاب یہہ ہے -

دفعہ ۳ - ہر عاقل بالغ مسلمان مجاز ہوگا کہ اپنی جایداد کو جو از قسم زمینداری یا معافی

دفعہ ہو یا اس مین سے کسیقدر کو اس قانون کے ماتحت کردے بشرطیکہ۔

۱۔ جایداد کلیۃً اور خالصتاً اسی کی ہو اور محض اسی کے خالص قبضہ مالکانہ مین ہو اور رجسٹری کے دفتر مین اسی کے نام پر مندرج ہو۔

۲۔ جایداد مذکورہ ایک یا زیادہ محالات پر مشتمل ہو۔

۳۔ جایداد مذکور پر کوئی مواخذہ نہو۔

۴۔ جایداد مذکور کے ذمہ سرکاری مالگذاری باقی نہو۔

۵۔ جایداد مذکور کی سالانہ لگان دس ہزار روپیہ سے کم نہو۔

اس دفعہ سے صاف ظاہر ہے کہ کوئی شخص خواہ مخواہ اس قانون کی تعمیل پر مجبور نہوگا بلکہ جو شخص کہ چاہے کہ اسکی جایداد ہمیشہ کو محفوظ رہے اسکو اختیار ہوگا کہ اپنی ریاست کو اس قانون کے متعلق کردے ✤

بلا لحاظ اس قانون کے جو مسئلہ وقف خاندانی کا مسلمانون مین ہے اسکے مطابق ہی جایداد کے وقف کرنے کا کچھہ امتناع اس قانون سے نہوگا مگر جو خاص رعایتین اس قانون مین کی گئی ہین وہ اسی جایداد سے متعلق ہونگے جو اس قانون کے ماتحت کئے گئے ہونگے ✤ تہذیب الاخلاق ماہ ذیقعدہ ۱۲۹۶ھ صفحہ ۱۵ و ۵۲۔

---

## اطلاع

یہہ اوراق بعد الطبع مطالعہ مین آئے تو انمین چند اغلاط معلوم ہوئی ازانجملہ جو سخت اغلاط تھے ناظرین کو جتائے جاتے باقیماندہ کو ناظرین خود درست کرین۔

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
| --- | --- | --- | --- |
| ۱۷ | ۷ | کہا گیا | کہا گیا |
| ۷۵ | ۹ | بلا لحاظ و پابندی | بلا لحاظ پابندی۔ |
| ۸۰ | ۳ | وجہ قرابت | وجہ قرابت کو دیکھ۔ |
| ۸۳ | ۷ | کرتے ہو | کرتے ہوئے |
| // | ۱۷ | وہ ہمیشہ | وہ جو ہمیشہ۔ |
| ۸۵ | ۱۹ | سفینہ | سفیہ |

# لوکل

## سفر

سفر ماہ اپریل میں جسکا ذکر پہلے کر چکا ہوں دو امر عجیب مشاہدہ میں آئے جسکا بیان موجب عبرت و ہدایت سمجھا گیا ہے -

اول ۷ اپریل کو بارہ بجے دن کے میں دہلی پہونچا چونکہ ورود دہلی سے صرف حضرت شیخنا و شیخ الکل مولانا سید نذیر حسین صاحب محدث دہلوی کی زیارت اور جناب ممدوح سے بعض مسائل دینی کا استفادہ مطلوب تہا اسلئے انہی کی خدمت میں ٹہرا رہا - اور بسبب قلت فرصت اور جلدی سفر کی اور کسی دوست سے نہ ملسکا - اور اسی دن شام کی ٹرین میں الہ آباد وغیرہ کیطرف روانہ ہوا -

میری روانگی سے دوسرے دن ہمارے قدیمی حریفوں مقلدین دہلی نے باوجود علم اسبات کے کہ وہ شخص دہلی سے روانہ الہ آباد ہو گیا ہے - ایک اشتہار چہپوا دیا جسکا خلاصہ یہہ ہے -

## اشتہار

مولوی محمد حسین بٹالوی ثم اللاہوری جو وارد حال دہلی ہیں تقریری مناظرہ کرلیں کوئی جگہ اور تاریخ مقرر فرماویں اور اپنے معتقدات خلافیہ کو کہ جنکو لاہور میں خلاف اہل حق چہاپ چہاپ کے شایع فرمایا اور دہلی میں مناظرہ کا نقارہ بجانے میں ہمارے روبرو دلایل سے ثابت کر دیں اور ہمارے اعتراضات کو اوٹہا دیں تاکہ سب اہل مجلس حق و ناحق جان لیویں -

اب اگر یہہ اشتہار سنکر مولوی صاحب کوئی بہانہ بنا کر چلے جاویں تو ہم سے خرچ ریل طلب فرما کر پہر لاہور سے دہلی میں تشریف لا دیں یا ہمکو خرچ ریل بہیجکر لاہور میں بلا لیں -

المشتہر

محمد عبد اللہ عفی عنہ مدرس مدرسہ مولوی عبد الرب صاحب و محمد عبد الحق مدرس مدرسہ فتحپوری -

---

اور جب میں سفر سے واپس ہوا تو جبل پور سے لاہور تک کا ٹکٹ لیا رستہ میں گاڑی کو جرم پہونچکر وقفہ ہو گیا تو غازی آباد میں بعد روانگی میل ٹرین پنجاب کے پہونچا وہاں دوسری مکسڈ ٹرین کے لئے پانچ گہنٹہ انتظار کرنا پڑا

اسکے پہر ایک دفعہ شیخنا المجدد وغیرہ احباب کے
زیارت کو دل چاہا — وہ نسے ایک پنجاب
ٹوفل ٹرین پر سوار ہوکر ٹہیک دس بجے دہلی
پہنچا اور وہان سے پہر ایک بجے† سوار ہوکر علیگڈہ
آباد واپس آیا۔ اس تین گہنٹہ مین کہی دوستون
سے ملا اور کئی جگہہ پہرا غرض دلی گہنٹہ کہنی جگہہ
نہین ٹہرا۔ اس اثنا مین میری عین سواری
کے وقت پہر حضرت مقلدین کا پیام پہنچا کہ
ہمسے گفتگو کرکے جاؤ۔ اسوقت مینے یہہ جواب دیا
کہ آپکے اشتہار مین صاف مندرج ہے کہ اگر چلے جاؤ
تو ہمسے خرچ ریل طلب فرماکر پہر لاہور سے دہلی
مین تشریف لاوین یا ہمکو خرچ ریل بہیجکر لاہور
مین بلائین۔ بالفعل مین اسپر عمل کرتا ہون
اور سر دست ٹہر نہین سکتا۔ پہر ان حضرت نے
آپکے اس مضمون اشتہار کو بہی قبول نہ فرمایا
اور دہلی مین یہہ مشہور کردیا کہ وہ شخص مباحثہ سے
گریز کرکے لاہور چلا گیا ہے — اور اسبات کو
اکمل الاخبار دہلی مین بہی درج کرادیا۔ اب
مین انکے اشتہار کا پوست کندہ جواب بدفعات
ذیل دیتا ہون —
(۱) اولاً جس حالت مین کہ عرصہ ایک سال سے
مین نے مقلدین کا خطاب چہوڑکر حضرات
نیچریہ کا معارضہ شروع کر رکہا ہے جنمین نیچری
اور مقلدین دونون فریق کے مسایل مسلمہ
کی نصرت وحمایت متحقق ہے مقلدین کو مجہسے
الجہنا مناسب نہین۔ ہم اور مقلدین اگرچہ بعض
مسایل فرعیہ عملیات مین باہم مختلف ہین تاہم اصول
اعتقادیات مین متفق ہین — اور نیچریہ اصول
و فروع دونون مین ہم دونون فریق کے مخالف
ہین ایسی حالت مین ہم دونون فریق کو مناسب ہے
کہ باہمی فروعی جہگڑے چہوڑکر ان مخالفین کی
تحریراً و تقریراً خبر لین — نہ یہہ کہ آپسمین
خانہ جنگی کرین افسوس ان حضرات نے مضمون
صفحہ ۳ اشاعۃ السنۃ نمبر ۲ جلد ۳ ملاحظہ نہین
کیا یا دیدہ و دانستہ اسکا خلاف کیا ہے — اور
اگر بہرحال آپس ہی مین لڑنا جہگڑنا مناسب ہے
اور تقلید مذاہب فرعیہ کا یہی خاصہ ہے تو
پہر یہہ سوچنا چاہیے کہ گفتگو کا یہہ کونسا
موقعہ ہے کہ ایک شخص کسی اشد ضرورت سے
اپنے رستہ چلا جاتا ہے اور دوسرا اسکو
جہیڑ کر یہہ دعوی کرتا ہے کہ اپنے ضروری
کام چہوڑ دو اور مجہسے بحث کرنے کو ٹہہر جاؤ

† اس تفصیل کے ذکر سے اپنی عدم فرصتی و استعجال سفر کا بیان مقصود ہے اور ایسی حالت مین مقلدین کے سوال مباحثہ کی بے موقعی

اور ے ابھی گذر چا نمبر تو کبھی مطالبہ کے منتظر رہتے ہیں کو کیا خیال پیدا
ہو گیا ہے کیا انہوں نے پرچہ کی توقف دو ماہ سے موقوفی پرچہ کا
گمان کر لیا۔ یا ہر توقف کے [illegible] لے توقف کیا بہرحال ہم تمنا یات
سابقہ کو مبذول فرماویں اور بقصور ملاحظہ اس شکایت دو ماہ سے
کی زر باقیات بذریعہ منی آرڈر ارسال فرماویں تو ہم دو ماہ پرچہ کے
کے منتظر رہیں۔ دو مہینے تک آئندہ کی توقف کے بعد [illegible]
ہمارے مواضع سکونت ان حضرات کی یہ ہیں امرتسر۔ آرہ
اچھور۔ بنارس [illegible] لیور [illegible]
دہلی۔ ڈیرہ دون۔ دربھنگا۔ راولپنڈی۔ ردولی
راونڈ۔ سلطانپور۔ عظیم آباد۔ [illegible]۔ علی پور۔ فتح پور
[illegible]
[illegible]
[illegible]

ان حضرات کی خدمات میں دو مہینے سے [illegible]
سے آج تک کچھ ارسال نہیں فرمایا اور بہانہ [illegible] نمبر
گمان ان دونوں کی بھی نہیں کیا جا سکتا صرف عدم توجہی ہے اتنا کی
کا گمان ہے بہتر التماس ہے کہ توجہ فرماویں اگرچہ قیمت الا ارسال
ان حضرات کے مواضع سکونت یہ ہیں۔ اکولہ۔ جی پور۔ حیدر آباد
ڈھاکہ۔ سہارنپور۔ (علیگڑھ یا سمانہ یا کلکتہ) گورداسپور
مراد آباد۔ ملتانی۔ ملتان۔

---

## انتظام جدید

انتظام جدید رسالہ پر ایک ممبر [illegible] کل کا اتفاق ہو گیا
ہے اور اب وہ گویا مجمع علیہ ہے جن ممبروں نے اس کا
کا حال ماہ فروری میں نامعلوم تھا ان میں سے [illegible]
کیا ہے اور ایک نے وفاق۔ اور ایک نے
دست بردار ہو گیا ہے۔ اب تجویز ثانی [illegible]
متفق علیہ سمجھا جاویگا۔ جس ممبر نے [illegible]
ہے اسکی خلاف کی دلیل یہ ہے کہ جو [illegible]
کاموں سے بہت پختہ و پائدار ہو [illegible]
اس دلیل کو پسند کرتا ہوں اور [illegible]
[illegible] یہ بات پیش کرنا کافی سمجھتا [illegible]
ایک سفر پیش آ گیا [illegible] ہو گیا [illegible]
رسالہ دو مہینے تک بند رہے اگر یہ جمہوری کام [illegible]
اور کوئی دوسرا بھی اسکا سربراہ ہوتا تو کام جاری
رہتا۔ مگر کیا کیا جاوے لوگوں کی ہمت پست
ہے ایسا کوئی نظر نہیں آتا جو اس کام کی
ذمہ داری سر پر لے اور میرے ساتھ کوئی
ایک بھی شریک اہتمام ہو۔ جمہور [illegible]
دور ہے ایک کے دو ہوتے بھی نظر [illegible]

---

[illegible] نمبر سوم کے ساتھ نمبر چہارم بھی چھپ گیا آئندہ نمبر پنجم نکلیگا۔